Spot CMYK#Waheed

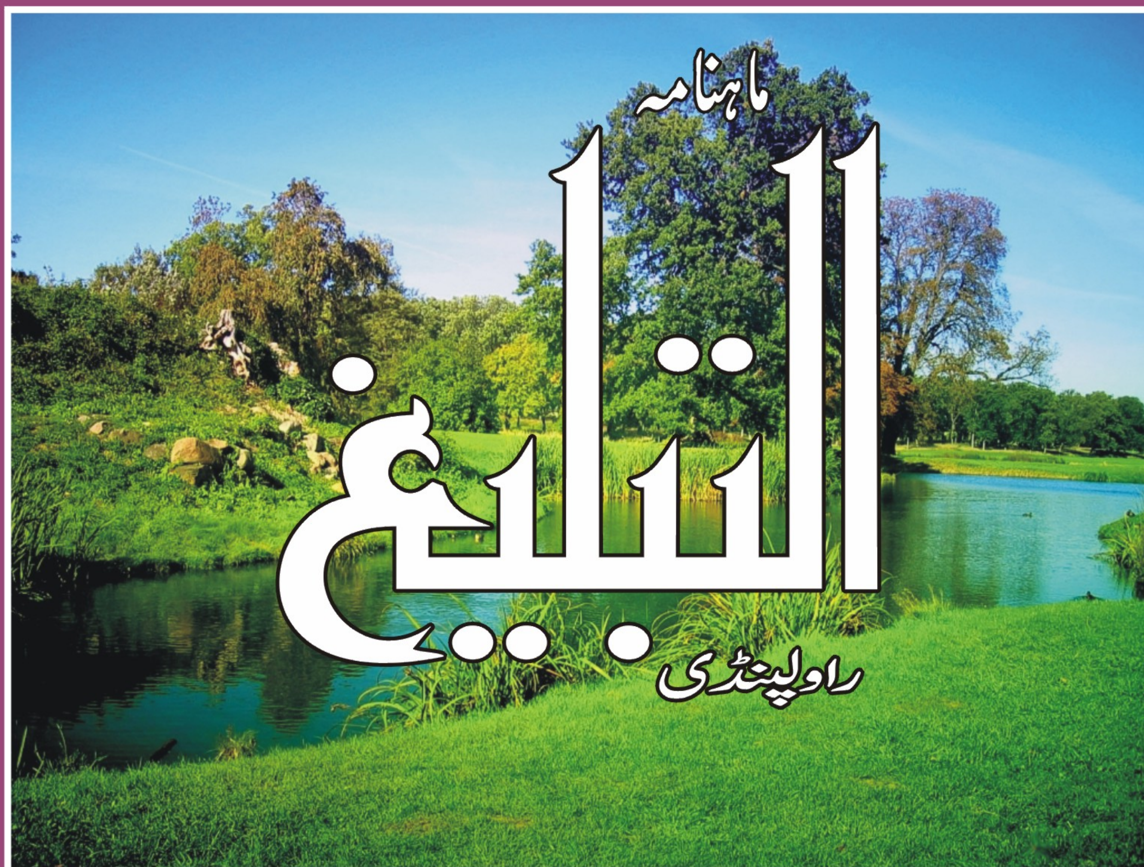

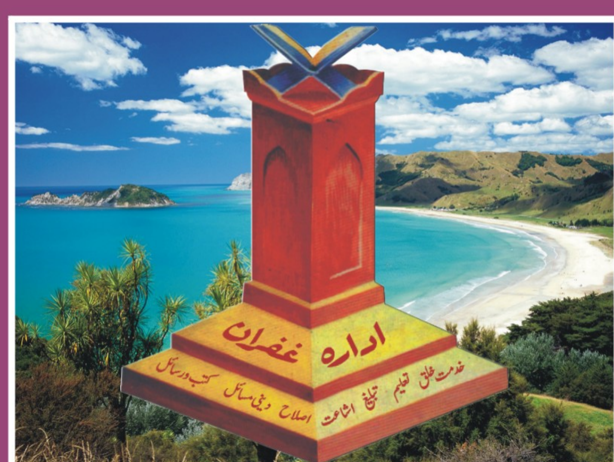

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....قیمتی معدنی ذخائر کی ابتدائی دریافت ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۲۵)............ چند بُری خصلتیں ....// / ۶

درسِ حدیث ....نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاج نبوی (قسط ۶)...// // ۲۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

فرشتوں کی کثرت سے آسمان کی چرچراہٹ.................................مفتی محمد امجد حسین ۲۴

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے..// // ۳۱

جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کا یادگار سفر (قسط ۱).................................// // ۳۴

وضو کے فرائض..مفتی محمد یونس ۴۱

والدین کی نافرمانی اور ان کو تکلیف پہنچانے کا وبال.................................مولانا غلام بلال ۴۷

ماہِ صفر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......................مولانا طارق محمود ۵۱

علم کے مینار: .... دنیائے اسلام میں فقہ شافعی کے شیوع کی تاریخ.....مولانا محمد ناصر ۵۳

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمومی بیعت..............// // ۵۵

پیارے بچو! ....غسل اور اُس کا مختصر طریقہ.....................// // ۵۷

بزمِ خواتین .....گھر گرہستی کے کاموں میں اپنی ذمہ داریاں نبھائیے......مولانا طلحہ مدثر ۵۸

آپ کے دینی مسائل کا حل... غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (قسط ۳)...ادارہ ۶۷

کیا آپ جانتے ہیں؟........ قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط ۳)......مفتی محمد رضوان ۷۲

عبرت کدہ .... قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا قتل اور وفاتِ آدم.....مولانا طارق محمود ۸۰

طب وصحت ....کیلا (Banana)...............مفتی محمد رضوان ۸۷

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...................مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۳

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

قیمتی معدنی ذخائر کی ابتدائی دریافت

گذشتہ دنوں وطن عزیز میں چنیوٹ کے قریب ''رجوعہ'' کے مقام پر ابتدائی طور پر زیرِ زمین سونے، چاندی اور اعلیٰ معیار کے لوہے کے ذخائر کی دریافت ہوئی ہے، ماہرین کے محتاط اندازے کے مطابق یہ ذخائر ممکنہ طور پر دو ہزار کلومیٹر تک پھیلے ہوئے ہیں، تاہم ابتدائی طور پر 28 مربع کلومیٹر تک ان ذخائر کی نشاندہی ہوئی ہے، اور یہ ذخائر انتہائی کم گہرائی میں دریافت ہوئے ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے رجوعہ کے قیمتی ذخائر کی ابتدائی دریافت کی نوید سنائی اور اس نعمت غیر مترقبہ پر انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔

یہ بات کسی انصاف پسند سے مخفی نہیں کہ وطنِ عزیز کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور بزرگوں کی دعاؤں اور قربانیوں کی بدولت بہت سی قدرتی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے، پاک سرزمین کی تہوں میں قدرت کی طرف سے ودیعت کردہ ٹھوس، مائع، گیس تینوں قسم کے معدنی ذخائر کی کمی نہیں، تھر میں کوئلے کے وسیع ذخائر دریافت ہو چکے ہیں، بلوچستان میں سوئی کے مقام پر گیس کے بعد ریکوڈک میں سونے چاندی کے ذخائر دریافت ہو کر نکالے جانے کے منتظر ہیں۔

اللہ کے اس فضل وکرم اور بزرگوں کی دعاؤں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ مختلف اقوام اور ممالک کی طرف سے پاکستان کی تباہی و بربادی اور اسے ناگفتہ بہ حد تک معاشی مسائل کے شکنجے میں پھنسانے کی پے در پے کوششوں کے باوجود ابھی تک ان اقوام اور ممالک کو اپنے اصل مقاصد واہداف میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی، اور آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی۔

امید ہے کہ ان ذخائر سے استفادہ کرنے کی صورت میں ملک کی کمزور معیشت کو استحکام ملے گا اور یہ ذخائر کسی اندرونی یا بیرونی قوت کی سازش اور بیوروکریسی کی بے حسی وغیرہ کی نذر نہ ہوں گے۔

اہلِ وطن کو اللہ کی اس نعمت پر اس کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ یہ نعمت ملک اور قوم

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

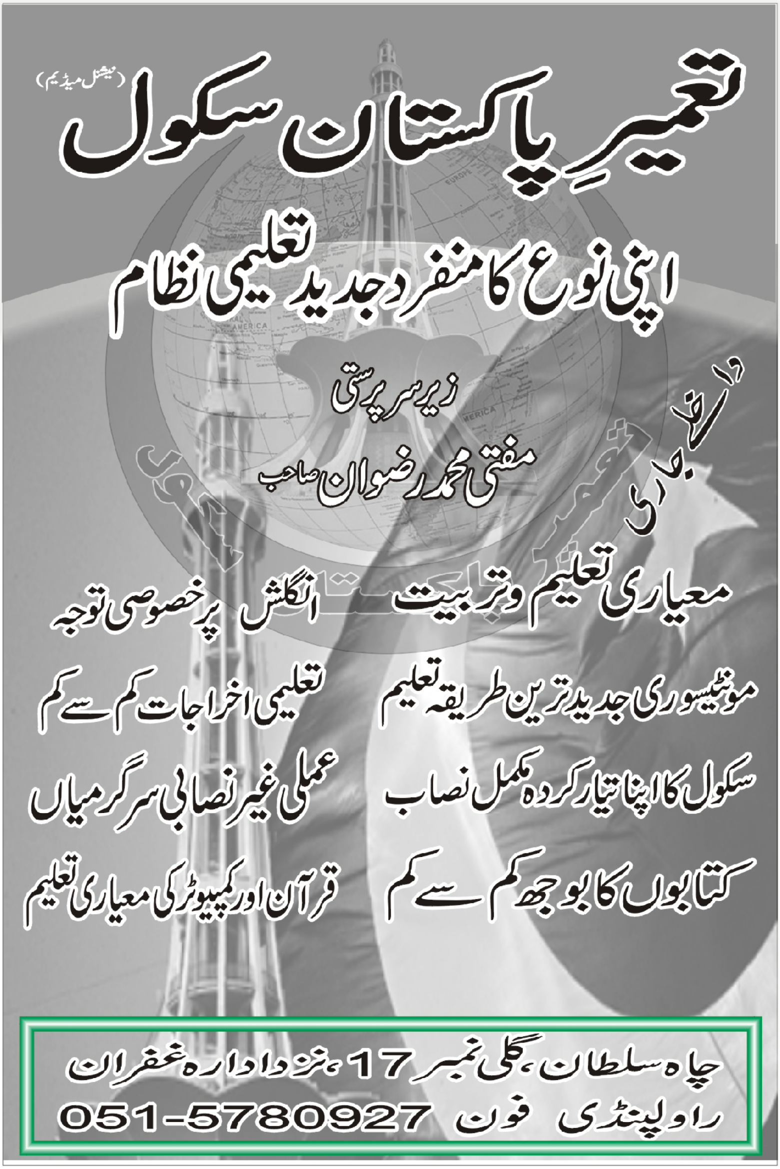
(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیر سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
داخلے جاری
معیاری تعلیم وتربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

کے کام آئے، اور حکمرانوں اور مقتدر شخصیات کو توفیق حاصل ہو کہ وہ اپنی مخلصانہ کوششوں کے ساتھ جلد از جلد اِن قدرتی ذخائر سے اہلِ وطن کو مستفید کرنے کا اہتمام کریں، اور غیروں کا دستِ نگر بننے اور دوسروں کے قرض تلے دبنے سے حفاظت ونجات حاصل ہو، اسی کے ساتھ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے بہترائی کی امید رکھیں اور مایوسی کا شکار نہ ہوں، اور بے جا شکوے وشکایات اور ناشکری سے اپنے آپ کو بچائیں، کیونکہ شکر کی بدولت نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اپنے فضل وانعامات کا سلسلہ جاری وساری رکھے، اور ہماری تمام ترکوتاہیوں اور غفلتوں کے باوجود ہماری مدد ونصرت فرماتا رہے ؎ توقع سے تیرے لطف وکرم کو بیشتر پایا

اللہ کرے ایسا ہی ہو، آمین۔

اہم اعلان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب جمعہ کا خطاب 12 بجے دن شروع فرماتے ہیں، اور نمازِ جمعہ کا قیام پونے ایک بجے (12:45) ہوتا ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد عوام کے لئے شرعی مسائل کے سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط۱۲۵، آیت۲۰۴تا۲۰۶) مفتی محمد رضوان

چند بُری خصلتیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ.وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ .وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (سورة البقرة، رقم الآيات ۲۰۴ الیٰ ۲۰۶)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ خوش کر دیتا ہے آپ کو اس کا قول زندگی میں دنیا کی، اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

اور جب وہ پیٹھ پھرا کر جاتا ہے، تو کوشش کرتا ہے زمین میں کہ فساد مچائے اس میں، اور ہلاک کرے کھیتی کو اور نسل کو، اور اللہ نہیں پسند کرتا فساد کو۔

اور جب کہا جاتا ہے اس کو کہ تو اللہ سے ڈر، تو پکڑ لیتی ہے اس کو عزت گناہ کے ساتھ، پس اس کو کافی ہے جہنم، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں چند بُری خصلتوں کا ذکر کر کے ان پر جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، جن کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......چرب لسانی اور چکنی چپڑی باتیں کرنا

مذکورہ آیات میں بُری خصلتوں میں سے پہلی بُری خصلت بات کا دنیاوی اعتبار سے خوش نما اور مزین ہونا بیان کی گئی ہے، جس کا دل میں وجود اور اثر نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ:

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ“

”اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ خوش کر دیتا ہے آپ کو اس کا قول زندگی میں دنیا کی، اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے“

Idara Ghufran

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں کی بات دنیاوی زندگی کے اعتبار سے اچھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ وہ بظاہر چکنی چپڑی، مزین اور چرب لسانی پر مبنی ہوتی ہے، جس میں اللہ کے گواہ ہونے کا ذکر بھی ہوتا ہے، مگر ان کی باتوں سے متاثر ہوکر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

جیسا کہ سورہ منافقون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ (سورة المنافقون، رقم الآية ۴)

ترجمہ: اور جب آپ ان کو دیکھیں تو اچھے لگیں آپ کو ان کے جسم، اور اگر وہ بات کریں تو سنیں آپ ان کی بات، گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں، وہ گمان کرتے ہیں ہر آواز کو اپنے خلاف، وہی دشمن ہیں، پس ان سے بچ کر رہئے (سورہ منافقون)

یعنی منافقوں کے دل میں تو کفر چھپا ہوا ہوتا ہے، لیکن جسم کا ڈیل ڈول اور ان کی باتیں انتہائی چکنی چپڑی، فصاحت اور چرب لسانی سے پُر اور خوب لچھے دار ہوتی ہیں کہ سننے والا ادھر متوجہ ہو، اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہوجائے۔

لکڑی جو دیوار کے ساتھ لگادی جائے، دیکھنے میں خوبصورت و مزین معلوم ہوتی ہے، مگر بے جان کہ سہارے کے بغیر ٹھہر نہیں سکتی، اور دیوار سے الگ کر کے جلانے کے کام آسکتی ہے، یہ ہی حال ان منافقوں کا ہے، جن کے جسم اور باتوں کا ظاہر خوبصورت ہے، مگر وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

احادیث میں بھی زبان سے چکنی چوپڑی باتیں کرنے والے منافقین کا ذکر آیا ہے، بلکہ زبان سے چکنی چوپڑی اور پر تکلف باتیں کرنے اور چرب لسانی کی بھی برائی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ جِدَالُ الْمُنَافِقِ عَلِيمِ اللِّسَانِ (ابن حبان، رقم الحديث ۸۰، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تم پر سب سے زیادہ خوف اس منافق کے جدل وجدال کا ہے، جو زبانی علم کا ماہر ہو (ابنِ حبان)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ كُلُّ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۳)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف زبانی علم کے ماہر کا ہے (مسند احمد)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے علم کی منافقت پر زیادہ خوف ظاہر فرمایا ہے، جس کا صرف زبان اور تقریر و بیان سے اظہار ہو، نہ تو عقیدہ و نظریہ میں اس کا اثر ہو، اور نہ ہی دل میں اس علم کی وجہ سے کوئی خوف وخشیت یا شوق ورغبت موجود ہو، اور وہ اپنی زبان سے لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا اور گمراہ کرے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۷۳۲)

ترجمہ: اور مجھے تم میں سب سے زیادہ مبغوض (وناپسندیدہ) اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان ہوں (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۸۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے ہوں، اور چرب لسان ہوں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام میں تکلف وتصنع اور بناوٹ اور چرب لسانی مذموم اور بُری چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ، كَمَا تَخَلَّلَ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۵۴۳)

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل آدمیوں میں سے ایسے بلیغ شخص سے بغض رکھتا ہے، جو اپنی زبان سے اس طرح باتوں کو لپیٹتا ہے جیسے گائے چارے کو (لپیٹتی ہے) (مسند احمد)

گائے چارہ کھاتے وقت زبان کو خوب لپیٹتی ہے، مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اپنے کلام میں تکلف اور چرب

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لسانی سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ناپسند و مبغوض فرماتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا يَأْكُلُ الْبَقَرُ بِأَلْسِنَتِهَا (مسند أحمد، رقم الحديث ١٥٩٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ ایسے لوگ پیدا نہ ہوجائیں جو اپنی زبان سے کھائیں گے، جیسا کہ گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَا فَتَكَلَّمَا، ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، فَإِنَّمَا تَشْقِيْقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا (مسند احمد، رقم الحديث ٥٦٨٧)

ترجمہ: مشرق کی طرف سے دو خطیب آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آئے، پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے، اور انہوں نے کلام کیا، پھر وہ بیٹھ گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ثابت بن قیس کھڑے ہوئے، پھر انہوں نے کلام کیا، اور وہ بیٹھ گئے، لوگ ان سب کے کلام سے حیران ہوئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنی بات کہو (یعنی اپنے مقصد کو بلا تکلف واضح کرو، کسی پر برتری و سبقت کو مقصد نہ بناؤ) پس کلام میں تکلف (وتصنع) پیدا کرنا شیطان کی طرف سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان جادو (کی طرح اثر انداز) ہوتے ہیں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام و بیان میں بے جا تکلف وتصنع پیدا کرنا اور چرب لسانی سے کام لینا شیطان کی طرف سے ہے، جو لوگوں پر جادو کی طرح اثر انداز ہوتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک اس کی قدر و قیمت نہیں۔

Idara Ghufran

(۲)......سخت جھگڑالو ہونا

مذکورہ آیات میں دوسری بُری خصلت سخت جھگڑالو ہونا بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ: ''وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ'' ''حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے''

مطلب یہ ہے کہ یہ چکنی چپڑی باتیں کرنے والا سخت جھگڑالو بھی ہے۔

احادیث میں بھی سخت جھگڑالو ہونے کی برائی آئی ہے، جو بات بات پر تکرار اور جھگڑا کرے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ

(بخاری،رقم الحدیث ۲۴۵۷،کتاب المظالم والغصب،باب قول الله تعالى :وهو ألد الخصام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو بہت جھگڑالو ہو (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا - أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ- حَتّٰى يَدَعَهَا : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری،رقم الحدیث ۲۴۵۹،کتاب المظالم والغصب)

ترجمہ: چار چیزیں جس میں ہوں، تو وہ منافق ہوگا، یا اُن چار میں سے کوئی ایک خصلت ہو، تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اُس کو چھوڑ دے؛ ایک تو جب بات کرے، جھوٹ بولے؛ دوسرے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے؛ تیسرے جب عہد کرے تو دھوکہ دے؛ اور چوتھے جب کسی سے مخاصمت (اختلاف ومقدمہ بازی وغیرہ) کرے، تو غلط بیانی (والزام تراشی) کرے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں نفاق کی علامت ونشانی ہیں۔

(۳)......زمین میں فساد کی کوشش کرنا

مذکورہ آیات میں تیسری بُری خصلت ''زمین میں فساد کی کوشش کرنا'' بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ:

Idara Ghufran

”وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ“

”اور جب وہ پیٹھ پھرا کر جاتا ہے،تو کوشش کرتا ہے زمین میں کہ فساد مچائے اس میں، اور ہلاک کرے کھیتی کو اور نسل کو، اور اللہ نہیں پسند کرتا فساد کو“

یہاں” تَوَلّٰی “ کے معنیٰ پیٹھ پھرانے کے ہیں،قرآن مجید میں اس طرح کے دوسرے مواقع پر بھی یہ لفظ اسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

لہٰذا بعض حضرات نے جو یہاں” تَوَلّٰی “ کے معنیٰ حکومت کرنے کے مراد لئے ہیں،وہ راجح نہیں ہیں، مگر جس شخص پر بھی یہ خصلت صادق آئے، وہ اس میں داخل ہے،خواہ وہ عام شخص ہو یا حکمران ہو۔

اور زمین میں فساد،کبھی قتل وغارت گری اور کھیتی ونسل کی تباہی اور زنا ولواطت کی شکل میں بھی ہوتا ہے،اور کبھی بداخلاقی کے ذریعہ مثلاً تہمت لگا کر مختلف فسادات رونما کرنے کی شکل میں بھی۔

سورہ بقرہ کے شروع میں بھی اس طرح کی خصلت منافقین کی ذکر کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَاِذَاقِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ،قَالُوْآاِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ. اَلَااِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّایَشْعُرُوْنَ(سورة البقرة، رقم الآیة ۱۱، ۱۲)

ترجمہ:اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو،زمین میں،تو کہتے ہیں کہ بس ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔یادرکھو! بے شک یہی لوگ ہیں فساد کرنے والے،اور لیکن وہ شعور نہیں رکھتے (سورہ بقرہ)

قرآن مجید میں کئی مقامات پر زمین میں فساد پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے،اور زمین میں اصلاح پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُفْسِدُوا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (سورة الأعراف، رقم الآیة ۸۵)

ترجمہ:اور تم زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان دار ہو (سورہ اعراف)

Idara Ghufran

اس کے علاوہ زمین میں فساد پیدا کرنے پر قرآن مجید میں سخت وعیدیں اور سزائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

چنانچہ سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (سورة الرعد، رقم الآية ۲۵)

ترجمہ: جو لوگ توڑ دیتے ہیں اللہ کے عہد کو اسے مضبوط کرنے کے بعد، اور قطع کر دیتے ہیں، ان چیزوں کو جن کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے لعنت ہے، اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے (سورہ رعد)

اور سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ .اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ،اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة المائدة، رقم الآيات ۳۲ الیٰ ۳۴)

ترجمہ: اس وجہ سے ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر کہ جو قتل کرے گا کسی جان کو بغیر جان کے بدلہ یا زمین میں فساد کے، تو گویا قتل کیا اس نے سب لوگوں کو، اور جس نے کسی جان کو زندہ رکھا، تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا، اور بلاشبہ آئے ان کے پاس ہمارے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ، پھر بے شک ان میں سے اکثر لوگ اس کے بعد زمین میں زیادتیاں ہی کرنے لگے۔ بس ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ (ومقابلہ) کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہے کہ یا تو ان کو قتل کیا جائے یا ان کو

Idara Ghufran

سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا ان کو جلا وطن کر دیا جائے، یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے، مگر وہ لوگ کہ انہوں نے اپنے اوپر تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی، تو جان لو کہ اللہ غفور رحیم ہے (سورہ مائدہ)

مذکورہ آیات میں خاص ڈاکوؤں کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ زمین میں فساد کی ایک خاص صورت ہے، اور ڈاکوؤں کے مفہوم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں، جو دوسروں کو ڈرائیں، دھمکائیں، زدوکوب اور تشدد کریں یا اغواء برائے تاوان وغیرہ کا ارتکاب کریں۔

پھر زمین میں فساد پیدا کرنے کے عام مفہوم میں اس طرح کا جہاد وقتال بھی داخل ہے، جس میں شرعی احکام کی خلاف ورزی کی جائے، مثلاً بچوں، بوڑھوں، عورتوں وغیرہ کو قتل کیا جائے، یا لوٹ مار کی جائے، یا بے جا مال کو تلف کیا جائے، یا ان لوگوں کو قتل کیا جائے کہ جس سے معاہدہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ، وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ، وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَنْ يَرْجِعَ بِكَفَافٍ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۴۳۵، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۵۱۵، باب فی من یغزو یلتمس الدنیا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوہ (یعنی جہاد وقتال) دو طرح کا ہوتا ہے، پس جس نے اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے جہاد وقتال کیا، اور اس نے امام (یعنی امیر و حکمران) کی اطاعت کی، اور (جہاد وقتال کے لئے) بہتر مال خرچ کیا، اور اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی و ہمدردی کی، اور زمین میں فساد پیدا کرنے سے اجتناب کیا، تو اس کا سونا اور اس کا جاگنا سب کا سب خیر ہوتا ہے، اور جس نے فخر اور ریاء کاری اور نام آوری کے لئے جہاد وقتال کیا، اور اس نے امام (یعنی امیر وحکمران) کی نافرمانی کی، اور زمین میں فساد پیدا کیا، تو وہ ہرگز کوئی اجر وثواب لے کر نہیں لوٹے گا (حاکم، ابوداؤد)

Idara Ghufran

مطلب یہ ہے کہ بدنیتی اور فساد کرنے کے لئے جہاد وقتال کرنے والا اجروثواب سے بھی محروم ہوگا، اور گناہوں کا وبال بھی لے کر لوٹے گا۔

اس کے علاوہ اگر قتال سے رضائے الٰہی مقصود نہ ہو، یا اس کا محرِک عصبیت اور تفرقہ بازی ہو، تو یہ بھی زمین میں فساد پیدا کرنے میں داخل ہے، اور اس پر بھی سخت وعید ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَۃِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَۃَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً، وَمَنْ خَرَجَ عَلٰی أُمَّتِیْ یَضْرِبُ بَرَّھَا، وَفَاجِرَھَا لَا یَتَحَاشٰی مِنْ مُؤْمِنِھَا، وَلَا یَفِیْ لِذِیْ عَھْدِھَا فَلَیْسَ مِنِّیْ، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَۃٍ عُمِّیَّۃٍ، یَدْعُوْ إِلٰی عَصَبِیَّۃٍ، أَوْ یَغْضَبُ لِعَصَبِیَّۃٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَۃٌ جَاھِلِیَّۃٌ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۴۱۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (حکمران کی) اطاعت (یعنی کہنا ماننے اور قانون پر چلنے) سے خارج ہو جائے اور وہ (مسلمانوں کی) جماعت میں تفریق (اور تفرقہ) ڈالے، پھر وہ مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا، اور جو کوئی میری امت پر نکلے نیک اور برے ہر ایک کو مارے اور مومن کو بھی نہ چھوڑے، اور جس (غیر مسلم) سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) عہد ہو، اس عہد کی بھی پروانہ کرے، تو اس کا مجھ سے تعلق نہیں، اور جو گمراہ جھنڈے کے نیچے لڑائی کرے، تعصب کی دعوت دے یا تعصب کی وجہ سے (دوسروں پر) غصہ کرے، پھر وہ قتل ہو جائے، تو اس کا قتل ہونا جاہلیت کا قتل ہے (نسائی)

(۴)......اللہ کے بجائے غیرُ اللہ سے عزت کا متلاشی ہونا

مذکورہ آیات میں چوتھی بُری خصلت ''اللہ کے خوف کے بجائے غیرُ اللہ کی نظروں میں عزت کی خاطر گناہ میں مبتلا ہونا'' بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ:

''وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَھَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِھَادُ''

''اور جب کہا جاتا ہے اس کو کہ تو اللہ سے ڈر، تو پکڑ لیتی ہے اس کو عزت گناہ کے ساتھ، پس

Idara Ghufran

اس کو کافی ہے جہنم، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''

مطلب یہ ہے کہ منافق اللہ کے خوف کے بجائے دوسروں کی نظروں میں عزت حاصل کرنے اور فخر وتفاخر کے طور پر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور ایسی خصلت والے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے، جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اصل عزت اللہ کے لئے ہے، اور اللہ سے ڈر کر اور اللہ کا تقویٰ اختیار کر کے ہی اللہ کی طرف سے عزت حاصل ہوسکتی ہے، کسی غیرُ اللہ سے حقیقی عزت حاصل نہیں ہوسکتی۔

اور اس بات کا ذکر قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ نساء میں یہ خصلت منافقین کی کچھ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ:

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا . الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورة النساء، رقم الآيات ۱۳۸ و ۱۳۹)

ترجمہ: خوشخبری سنا دیجئے منافقوں کو کہ بلاشبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جنہوں نے بنالیا ہے کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر، کیا تلاش کرتے ہیں یہ لوگ ان (کافروں) کے پاس عزت کو، پس بلاشبہ عزت اللہ ہی کے لئے ہے ساری کی ساری (سورہ نساء)

اور سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا، إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (سورة الفاطر، رقم الآية ۱۰)

ترجمہ: جو عزت چاہتا ہو، تو اللہ ہی کے لیے ہے عزت ساری کی ساری، اُسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں، اور عملِ صالح اُس کو بلند کرتا ہے (سورہ فاطر)

مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے، تو جو شخص عزت چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے عزت طلب کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے، اور اس کی فرمانبرداری واطاعت اور تواضع اختیار کرے، جو اس کی دنیا وآخرت میں اصل عزت کا باعث ہوگا۔

اور سورہ منافقون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

Idara Ghufran

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورة المنافقون، رقم الآية ۸)

ترجمہ: یہ (منافقین لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے، تو ضرور بالضرور نکال دیں گے، عزت دار لوگ اس (مدینہ) سے ذلیل لوگوں کو، حالانکہ اللہ ہی کے لئے ہے عزت اور اس کے رسول کے لئے ہے، اور مومنین کے لیے ہے، اور لیکن منافقین جانتے نہیں (سورہ منافقون)

مطلب یہ ہے کہ اصل عزت تو اللہ ہی کی ملکیت ہے، اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری سے ہی اس کے رسول اور مومنوں کو عزت حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۲۶)

ترجمہ: اور تو عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے، اور تو ذلت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں خیر ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورہ آلِ عمران)

معلوم ہوا کہ اصل عزت اللہ تعالیٰ کی ملک ہے، اور اگر وہ کسی کو حاصل ہوتی ہے، تو اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعِزَّةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، أُلْقِهِ فِي النَّارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۳۸۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ کبریائی میری اوپر والی چادر ہے، اور عزت میری نیچے والی چادر ہے، پس جو مجھ سے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی نزاع کرے گا، تو میں اس کو آگ میں ڈال دوں گا (مسند احمد)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ لِلّٰهِ ثَلَاثَةَ أَثْوَابٍ اتَّزَرَ الْعِزَّةَ، وَتَسَرْبَلَ الرَّحْمَةَ، وَارْتَدَأَ الْكِبْرِيَاءَ، فَمَنْ تَعَزَّزَ

Idara Ghufran

بِغَیْرِ مَا أَعَزَّهُ اللّٰهُ، فَذٰلِکَ الَّذِیْ یُقَالُ لَهٗ :(ذُقْ إِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام   اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام،
سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم
وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران   راولپنڈی   پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار

اور

تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات

کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولی اللّٰہی ومولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران   راولپنڈی   پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)   (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ”محرم الحرام“ کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل وشبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران   راولپنڈی   پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

وَمَنْ رَحِمَ النَّاسَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ تَسَرْبَلَ بِسِرْبَالِهِ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهٗ، وَمَنْ نَازَعَ اللّٰهَ رِدَاءَهُ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهٗ، فَإِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ :لَا یَنْبَغِیْ لِمَنْ نَازَعَنِیْ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۶۸۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کے تین کپڑے ہیں، نیچے والی چادر عزت ہے، اور درمیان والی چادر رحمت ہے، اور اوپر والی چادر کبریائی ہے، پس جس نے اس چیز کے علاوہ میں عزت حاصل کرنے کی کوشش کی کہ جس کو اللہ نے عزت نہیں دی (مثلاً گناہ اور اللہ کی نافرمانی میں، یا اللہ کے دشمنوں سے) تو یہ ایسا شخص ہے جس کو یہ کہا جائے گا کہ تو مزہ چکھ، بے شک تو بڑا عزیز، کریم بنتا تھا، اور جس نے لوگوں پر اللہ کی رحمت کی وجہ سے رحم کیا، تو یہ اللہ کے اس کپڑے سے مدد حاصل کرتا ہے، جو اس کے لئے مناسب تھی، اور جس نے اللہ سے اللہ کی اس چادر سے نزاع کیا، جو اللہ ہی کی شان تھی (یعنی کبریائی) تو بے شک اللہ یہ فرماتا ہے کہ جو مجھ سے نزاع کرتا ہے، اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں (حاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :یَجِیءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ :یَا رَبِّ، هٰذَا قَتَلَنِیْ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ :لِمَ قَتَلْتَهٗ؟ فَیَقُوْلُ :قَتَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَکَ، فَیَقُوْلُ :فَإِنَّهَا لِیْ .وَیَجِیءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ :إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِیْ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ :لِمَ قَتَلْتَهٗ؟ فَیَقُوْلُ :لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ، فَیَقُوْلُ :إِنَّهَا لَیْسَتْ لِفُلَانٍ فَیَبُوْءُ بِإِثْمِهٖ (سنن النسائی، رقم الآیۃ ۳۹۹۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا، پھر یہ کہے گا کہ اے میرے رب! اس نے مجھ کو قتل کیا تھا، تو اللہ (اس قاتل) سے فرمائے گا کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا، تا کہ آپ کی عزت ہو، تو اللہ فرمائے گا کہ بے شک وہ عزت میرے ہی لئے ہے، اور ایک اور آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا، پھر یہ کہے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا، تو اللہ (اس قاتل) سے فرمائے گا کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ جواب میں کہے گا

Idara Ghufran

کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تاکہ فلاں شخص کی عزت ہو (یعنی کسی غیرُ اللہ کو عزت بخشنے اوراس کا نام اونچا کرنے یا اس سے اپنی عزت حاصل کرنے کے لئے قتل کیا تھا) تو اللہ فرمائے گا کہ عزت اس کے لئے نہیں ہے، پھر وہ اس (مقتول) کا گناہ (اپنی طرف) سمیٹ لے گا (نسائی)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصلی اور حقیقی عزت اور عظمت اللہ کے لئے اور اس کی ملکیت ہے، اور اللہ اپنے حکم اور مشیت سے جس کو جتنی عزت وعظمت چاہتا ہے، عطا فرمادیتا ہے، اور اللہ کی طرف سے عزت وعظمت اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں بندہ کی طرف سے اپنی عاجزی وانکساری پیشِ نظر ہوتی ہے، پس عزت نہ تو غیرُ اللہ کی طرف سے حاصل ہوسکتی ہے، اور نہ ہی اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے حاصل ہوسکتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۵۸۸ "۶۹" كتاب البر والصلة والآداب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور جو بندہ بھی درگزر کرتا ہے، اللہ اس کی عزت کو زیادہ فرماتا ہے، اور جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع (وعاجزی) کو اختیار کرتا ہے، اللہ اس کو بلند فرماتا ہے (مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور عاجزی وتواضع کے نتیجہ میں عزت اور رفعت حاصل ہوتی ہے۔

آخر میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ جب تک کسی کا کفر کھل کر سامنے نہ آئے، ہمیں اس پر حقیقی نفاق یا کفر کا حکم لگانے سے پرہیز کرنے کا حکم ہے، کیونکہ ہم لوگ ظاہر کے مکلّف ہیں، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے بطور وحی جس کے حقیقی نفاق کا بتلادیا گیا، اس کا معاملہ الگ ہے۔

مطبوعاتِ ادارہ

Idara Ghufran

Idara Ghufran

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۶)

معوّذتین، جادو کا اثر دور کرنے کے لئے بھی مؤثر ہیں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَحَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ،قَالَ:فَاشْتَکٰی، فَأَتَاہُ جِبْرِیْلُ، فَنَزَلَ عَلَیْہِ بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَقَالَ:إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْیَھُوْدِ سَحَرَکَ، وَالسِّحْرُ فِیْ بِئْرِ فُلَانٍ،قَالَ:فَأَرْسَلَ عَلِیًّا فَجَاءَ بِہٖ، قَالَ: فَأَمَرَہٗ أَنْ یَّحُلَّ الْعُقَدَ،وَتَقْرَأَ آیَۃً، فَجَعَلَ یَقْرَأُ وَیَحُلُّ،حَتّٰی قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ،قَالَ:فَمَا ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِذٰلِکَ الْیَھُوْدِیِّ شَیْئًا مِمَّا صَنَعَ بِہٖ،قَالَ: وَلَا أَرَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ (مسند عبدبن حمید) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی آدمی نے جادو کردیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل تشریف لائے، اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) نازل کیں، اور فرمایا کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کردیا ہے، اور جادو فلاں کنویں میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے وہ جادو والی چیز لے کر آئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ و

---

[۱] رقم الحدیث ۲۷۱،مسند زید بن ارقم، شرح مشکل الآثار للطحاوی، تحت رقم الحدیث ۵۹۳۵.

قال الشیخ مصطفی العدوی:سند صحیح(حاشیة مسند عبدبن حمید)

و قال الالبانی: قلت :وھذا إسناد صحیح کما قال الحافظ العراقی فی "تخریج الإحیاء (۲/۳۳۶) " وھو علی شرط مسلم، فإن رجاله رجال الشیخین غیر یزید بن حبان فھو من رجال مسلم .وأبو معاویة ھو محمد بن خازم الضریر، قال الحافظ فی "التقریب " :"ثقة، أحفظ الناس لحدیث الأعمش ."قلت :وھذا مما یمنعنا من الحکم علی إسناده بالشذوذ لمخالفته للثقات الثلاثة المتقدمین، فالظاھر أن للأعمش فیه شیخین عن زید بن أرقم .والله أعلم .ثم إن سائر الزیادات لابن أبی شیبة وأحمد، إلا زیادة قراء ة آیة فھی لعبد بن حمید، وکذا زیادة نزول جبریل بـ (المعوذتین) ، وسندھا صحیح أیضا .ولھا شاھد من حدیث عمرة عن عائشة(سلسلة الأحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۷۶۱)

سلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جادو کی گرہ کھولنے اور (معوذتین کی) ایک ایک آیت

Idara Ghufran

پڑھنے کا حکم فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معوذتین کو پڑھنا اور گرہ کھولنا شروع کیا، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوگئے، جیسا کہ رسی سے کھول دیے گئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کی حرکت پر کچھ ذکر نہیں فرمایا، اور نہ ہی آپ کے چہرہ پر اس کے متعلق کوئی اثرات دکھائی دیئے (مسند حمیدی، طحاوی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات اور انسان کی نظرِ بد سے حفاظت کے لئے بھی معوذتین کے پڑھنے کو مؤثر قرار دیا ہے، اور جادو اور سحر میں ظاہر ہے کہ جنات وشیاطین کا دخل واثر ہوتا ہے، اس سے بھی معوذتین کے جادو اور سحر میں مؤثر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

نظر لگنے پر دَم کرنے کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حسین کو دَم کیا کرتے تھے، اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے باپ (حضرت ابراہیم) حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کو ان کلمات کے ساتھ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ

یعنی میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ سے ہر شیطان اور موذی چیز اور ہر نظرِ بد سے پناہ طلب کرتا ہوں (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣١٢٠، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا.

[2] عن عبد الله :أن النبي صلى الله عليه وسلم كان قاعدا في أناس، فمر به الحسن والحسين، فقال: هاتوا ابني حتى أعوذهما بما عوذ به إبراهيم بنيه إسماعيل وإسحاق، أعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة، ومن كل عين لامة(مسند البزار، رقم الحديث ١٤٨٣)

قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقوا(مجمع الزوائد، رقم الحديث ١٧٤٤٩، باب الاستعاذة)

Idara Ghufran

نظر لگنے پر دَم کرنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

کُنْتُ أَرْقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَيْنِ ، فَأَضَعُ يَدِي عَلٰى صَدْرِهٖ، وَأَقُولُ:اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۹۹۵) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر کا دم کیا کرتی تھی، میں اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھ کر یہ دعاء پڑھتی تھی کہ:

اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ. بِيَدِكَ الشِّفَاءُ. لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ.

”تکلیف کو دور فرما دیجئے، اے لوگوں کے رب! آپ ہی کے ہاتھ میں شفاء ہے، اس کو آپ کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا (مسند احمد)

نظر لگنے پر دَم کرنے کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:اِشْتَكَيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ:نَعَمْ،قَالَ:بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، وَعَيْنٍ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ(مسند أحمد ، رقم الحديث،۱۱۲۲۵) [2]

ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے محمد! آپ کو بیماری کی شکایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (پھر) جبریل علیہ السلام نے یہ دعاء پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ. مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ. وَعَيْنٍ يَشْفِيكَ. بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ.

یعنی اللہ کے نام سے میں آپ پر دَم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، اور ہر جاندار کے شر سے اور نظر لگنے سے، اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے، اللہ کے نام سے میں آپ

---

[1] قال شعيب الارنوؤط: إسناده صحيح على شرط مسلمَ (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي نضرة -وهو المنذر بن مالك العبْدي العوقي -فمن رجال مسلم، وهو ثقة(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

پر دَم کرتا ہوں (مسند احمد)

نظر لگنے پر دَم کرنے کی پانچویں مسنون دعاء

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَعُوْدُہٗ، وَبِہٖ مِنَ الْوَجَعِ مَا یَعْلَمُ اللّٰہُ شِدَّۃً ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَیْہِ مِنَ الْعَشِیِّ، وَقَدْ بَرِءَ أَحْسَنَ بُرْءٍ فَقُلْتُ لَہٗ:دَخَلْتُ عَلَیْکَ غُدْوَۃً وَبِکَ مِنَ الْوَجَعِ مَا یَعْلَمُ اللّٰہُ شِدَّۃً، وَدَخَلْتُ عَلَیْکَ الْعَشِیَّۃَ وَقَدْ بَرِئْتَ،فَقَالَ:یَا ابْنَ الصَّامِتِ إِنَّ جِبْرِیْلَ رَقَانِیْ بِرُقْیَۃٍ بَرِئْتُ أَلَا أُعَلِّمُکَھَا؟قُلْتُ:بَلٰی. قَالَ:بِاسْمِ اللّٰہِ أَرْقِیْکَ، مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ:مِنْ حَسَدِ کُلِّ حَاسِدٍ وَعَیْنٍ، بِاسْمِ اللّٰہِ یَشْفِیْکَ (مسند أحمد ،رقم الحدیث ۲۲۷۵۹) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کی اس درد کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، جس کی شدت کو اللہ ہی جانتا ہے، پھر میں شام کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح اور تندرست ہو چکے تھے، تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس صبح حاضر ہوا تھا، آپ کو اتنا سخت درد تھا، جس کی شدت کو اللہ ہی جانتا ہے، اور اب میں آپ کے پاس شام کو حاضر ہوا، اور آپ صحت یاب ہو چکے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابنِ صامت! مجھے حضرت جبریل نے ایک دَم کیا ہے، جس کی وجہ سے میں صحت یاب ہو گیا، کیا میں آپ کو وہ دَم بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! بتلا دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دَم یہ ہے:

بِاسْمِ اللّٰہِ أَرْقِیْکَ. مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ حَسَدِ کُلِّ حَاسِدٍ وَعَیْنٍ. بِاسْمِ اللّٰہِ یَشْفِیْکَ.

’’اللہ کے نام سے میں آپ کو دَم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، ہر حسد کرنے والے کے حسد اور نظر سے، اللہ کے نام سے جو آپ کو شفاء عطا فرمائے گا‘‘ (مسند احمد)

(جاری ہے............)

[1] قال شعیب الارنؤوط:صحیح لغیرہ(حاشیۃ مسند احمد)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:۳۰) مفتی محمد امجد حسین

فرشتوں کی کثرت سے آسمان کی چرچراہٹ

اہل ایمان کے لئے حاملین عرش کی دعائیں

اللہ کی حمد وثناء، عظمت شان، تسبیح وتحمید بیان کرکے یہ فرشتے اہل ایمان کے لئے، توبہ کرنے والوں کے لئے، سیدھی راہ پر چلتے ہوئے شریعت کے احکام کی اتباع کرنے والوں کے لئے بخشش ومغفرت کی، جہنم کے عذاب سے بچاؤ کی، جنت میں داخلے کی دعائیں مانگتے ہیں اوران اہل ایمان توبہ کرنے والوں صراط مستقیم پر چلنے والوں کے ساتھ ساتھ ان کے آباؤ اجداد، ذریت ونسل، آل اولاد کے لئے بھی دعا مانگتے ہیں کہ ان کو بھی ان کے ساتھ جنت میں جمع فرما، اور یہ دعا بھی مانگتے ہیں کہ ان اہلِ ایمان کو ہر طرح کی برائی پریشانی اور آفت ومصیبت سے بھی محفوظ رکھ(وقھم السیئات)

تسبیح، تحمید، ایمان، استغفار

سورہ غافر کی زیر بحث آیت میں حاملین عرش فرشتوں کے یہ چار وظائف ذکر ہوئے ہیں کہ وہ تسبیح، تحمید، استغفار پڑھتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں۔ان اذکار کی قدرے وضاحت کی جاتی ہے۔

تسبیح کی حقیقت

تسبیح یعنی سبحان اللہ (یا اس مادہ کے دیگر کلمات) یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کا سب طرح کے عیبوں اور نقصان کی صفتوں سے پاک ہونے کو بتلاتا ہے۔کہ یہ عیب اور نقصان کی صفتیں مخلوق میں پائی جاتی ہیں کیونکہ مخلوق کا مخلوق ہونا ہی نقصان اور عیب کی صفت ہے۔مخلوق کوئی بھی ہو، عارضی اور فانی ہے ایک وقت ہر مخلوق پر ایسا گزرا جب اس کا وجود نہ تھا اور وجود میں آنے کے بعد ہر مخلوق کو فنا ہے۔(کل من علیھا فان)۔پہلی صور اسرافیل سے سب مخلوق فنا ہوجائے گی سب نظام درہم برہم ہوجائے گا۔پھر جب اللہ چاہے گا دوبارہ صور اسرافیل سے مخلوق کو وجود ملے گا اور حشر نشر کے مراحل قائم ہوں گے۔اسی طرح مخلوق خود سے نہیں بلکہ اللہ کے وجود دینے سے وجود میں آتی ہے، اور وجود ملنے کے بعد اپنے بقا کے پورے دورانیے میں (جب تک اللہ اس کو باقی رکھنا چاہتے ہیں) اپنے وجود اور حیات کے لئے مختلف ومتنوع ضروریات کی

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

محتاج ہوتی ہے، یہ ضروریات اللہ تعالیٰ ہی پوری کرتے ہیں۔ آکسیجن، حرارت، یعنی ہوا آگ پانی کی ضرورت، ہر مخلوق کے مناسب حال غذاؤں اور فطری لوازمات و ماحول کی ضرورت یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی جناب سے ہر مخلوق کو فراہم ہوتی ہیں تو فانی ہونا، وجود میں آنا اور باقی رہنے میں اور بقا و حیات کی ضروریات میں دوسرے کا محتاج ہونا یہ سب عیب اور نقصان کی صفتیں ہیں۔ آسمانی مخلوق ہو یا زمینی، چھوٹی مخلوق ہو یا بڑی۔ فرشتے ہوں یا انسان اور چرند پرند، نبات وحیوان۔ زمین وآسمان، سمندر و پہاڑ سب مخلوقات ان احتیاجات میں گھری اور اللہ کی محتاج ہے۔ جبکہ اللہ ان سب قسم کے احتیاجات، نقصانات وعیوب سے پاک ہیں تو سبحان اللہ کہنا یہ مخفف (code word) ہے اللہ کی اس کامل وہمہ گیر پاکی اور نقصان سے برأت کے اظہار کے لئے۔ فرشتے بھی اللہ کی پاکی کا اظہار واعتراف کرتے ہیں، حاملین عرش جیسے مقرب فرشتے بھی اس سے مستثنٰی نہیں کہ اللہ کی پاکی کے بول بولیں، اس کو ورد اور وظیفہ بنائے رکھیں۔ انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے اللہ کی یہ نعمت انسانوں کو بھی ملی ہے کہ وہ تسبیح، سبحان اللہ اور اس جیسے دیگر کلمات جو اللہ کی پاکی کا کوڈ ورڈ ہیں شبانہ روز بولتے رہیں تا کہ ان کے مخلوق ہونے کا اور اللہ کے خالق و بے نیاز اور پاک ہونے کا اظہار ہوتا رہے۔

تحمید کی حقیقت

تحمید۔ یعنی الحمدللہ (یا اس مادہ کے دیگر کلمات) سبحان اللہ کے بعد تصویر کا دوسرا رخ پیش کرنے والا کلمہ ہے یعنی اس امر سے کنایہ ہے کہ عیب ونقصان سے بری ہونے کے ساتھ ساتھ سب طرح کی کمال کی صفتیں اور تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ حقیقی کمالات تو خالق کے ہی ہیں کہ اس کا علم، اس کی قدرت، اس کی مشیت، اس کا ارادہ، اس کی حیاۃ، اس کی قیومیت دائمی ازلی ابدی اور کامل ومکمل ہیں، مخلوقات میں اصل نقصان کی صفات ہیں کہ فانی ہونا، مخلوق ہونا محتاج ہونا، یہ سب عیب ونقصان کی صفتیں ہیں اس لئے مخلوق کا کوئی کمال حقیقی کمال نہیں بلکہ اللہ کے کمالات کی ایک ہلکی سی عارضی اور وقتی جھلک ہے، جو بہت محدود درجے میں محدود وقت تک کے لئے مخلوق کو عطا ہوتی ہے، خواہ حیات وزندگی ہو، علم ہو، قدرت ہو، طاقت ہو، کوئی بھی صلاحیت، مہارت ہو، کوئی بھی جمال، کمال کا مظہر ہو یہ اللہ کے جلال، جمال، کمال کی دھندلی سی تصویر اور ادنیٰ بھیک ہے، جو مخلوق کو اس کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہیں، سرچشمہ سب خوبیوں اور کمالات کا وہی ذات حیّ اور قیوم ہے۔

Idara Ghufran

اصل کمال کی تمام صفات اللہ پیارے ہی کی ہیں۔الحمدللہ اس کا ''کوڈ ورڈ'' ہے۔تو فرشتے تسبیح کے ساتھ تحمید بھی کرتے ہیں یہ بھی ان کا وردو وظیفہ ہے،نبیوں ولیوں کا بھی یہی وظیفہ رہا ہے،مبارک ہیں وہ انسان جونبیوں کی لائی ہوئی روشنی وہدایت سے روشن ہیں،اور تسبیح وتحمید کو ورداور وظیفہ بنائے رکھتے ہیں،پنجگانہ فرض نمازوں کے بعد،رات کوسونے سے پہلے نبی علیہ السلام نے تسبیح،تحمیداور تکبیر کا وظیفہ مسلمان کو پڑھنا تلقین کیا ہے،اسی طرح نماز کے رکوع وسجود میں اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کے لئے تسبیح،تحمیداور تکبیر کے اذکار رکھے ہیں،نیز نماز میں سورہ فاتحہ،الحمد شریف اللہ کی حمد وثناء کا سب سے بڑا خزانہ ہے،جو اس امت کو حضورﷺ کے ذریعہ عطا ہوا ہے،کسی امت کو اتنا بڑا خزانہ نہیں دیا گیا،اس لئے سورہ فاتحہ کا ایک نام سورہ کنز بھی ہے اور قرآن مجید میں اسے سبع مثانی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کو خصوصی طور پر دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

ولقد اٰتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم (اے نبی ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم دیا ہے)

آسمان پر فرشتوں کی کثرت اور اہلِ زمین کے لئے ان کا استغفار کرنا

سورہ غافر کی مذکورہ آیت میں حاملینِ عرش فرشتوں کے اہل ایمان کے لئے دعا،استغفاراور دخول جنت کی دعائیں کرنے کا ذکر ہے،سورہ شوریٰ کی ایک آیت میں مطلقاً فرشتوں کا (نہ کہ صرف حاملین عرش کا) تسبیح وتحمید کے ساتھ ساتھ تمام اہل زمین کے لئے استغفار کرنے کا ذکر ہے،آیت ملاحظہ ہو

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورة الشورىٰ، رقم الآية۵)

ترجمہ:قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اپنے اوپر سے،اور فرشتے تسبیح اور تحمید کرتے ہیں اپنے رب کی،اور بخشش مانگتے ہیں زمین والوں کے لئے،جان رکھو کہ یقیناً اللہ ہی غفور،رحیم ہے(سورہ شوریٰ) [1]

---

[1] الثالث :یجوز أن یکون المراد من الاستغفار أن لا یعاجلهم بالعقاب کما فی قوله تعالی : إن الله یمسک السماوات والأرض أن تزولا إلی أن قال :إنه کان حلیما غفورا (فاطر 41 :) الرابع :یجوز أن یقال إنهم یستغفرون لکل من فی الأرض، أما فی حق الکفار فبواسطة طلب الإیمان لهم، وأما فی حق المؤمنین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

ایک حدیث میں اس امر کی قدرے تفصیل ملتی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ، وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ، وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچراتا ہے اور اس کا چرچرانا حق ہے اس میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیشانی رکھ کر سجدہ ریز نہ ہو اللہ کی قسم اگر تم لوگ وہ کچھ جاننے لگو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت نہ حاصل کرتے جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے، حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ اس باب میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فبالتجاوز عن سيئاتهم، فإنا/ نقول اللهم اهد الكافرين وزين قلوبهم بنور الإيمان وأزل عن خواطرهم وحشة الكفر، وهذا في الحقيقة استغفار (تفسير كبير)

وقيل يتفطرن من قول المشركين اتخذ الله ولدا نظيره في سورة مريم لقد جئتم شيئا ادّا تكاد السّموت يتفطّرن وقيل يتشققن من كثرة الملائكة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أطت السماء وحقها ان تاط والذى نفس محمد بيده ما فيها موضع شبر الا فيه جبهة ملك ساجد يسبح الله بحمده -رواه ابن مردوية عن انس ورواه البغوى بلفظ ما فيها موضع قدم الا وعليه ملك قائم او راكع او ساجد -قرأ البصريان وابو بكر ينفطرن من الانفطار مِنْ فَوْقِهِنَّ اى يبتدء الانفطار من جهتهن الفوقانية وتخصيصها على الاول لانه أعظم الآيات وادلها على علو شأنه وعلى الثانى ليدل على ان الانفطار من تحتهن بالطريق الاولى وعلى الثالث لازدحام الملائكة على الفوق وقيل الضمير للارض فان المراد بها الجنس وهذا على الثانى وَالْمَلائِكَةُ يُسَبِّحُونَ اى ينزهون عما يقول الظالمون من نسبة الولد وكل ما لا يليق بشأنه خضوعا لما يرون من عظمة الله (تفسير المظهرى)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت عائشہ، ابو ہریرہ، ابن عباس اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے کہ کاش میں ایک درخت ہوتا اور لوگ مجھے کاٹ ڈالتے (ترمذی)

اور وہ فرشتے اللہ پر ایمان لاتے ہیں (و یؤمنون بہٖ)

سورہ غافر کی زیر بحث آیت میں حاملین عرش فرشتوں کی تسبیح تحمید و استغفار کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان لانے کا بھی ذکر ہے کہ یہ حاملین عرش فرشتے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان کی حقیقت

ایمان بن دیکھے، غیبی حقائق کو دل و جان سے ماننے کو کہتے ہیں جو چیز مشاہدہ میں آ جائے اور تجربہ سے گزرے، محسوس ہوتی ہو اس کو تسلیم کرنے کو ایمان نہیں کہتے، مثلاً آفتاب کو کوئی روشن کرہ مانے تو یہ ایمان نہیں کیونکہ سامنے کی چیز ہے۔ دنیوی زندگی کا عام تجربہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنے مقرب فرشتے، جو عین اللہ کے عرش کو تھامے ہوئے ہیں، وہ بھی اللہ کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ نہیں اور اللہ کی ذات کو دیکھ نہیں پاتے۔ مفسرین میں اس کلمہ قرآنی سے یہ نکتہ صاحب کشاف علامہ زمخشری نے سمجھا ہے اور نکالا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے کشاف کے اس نکتہ کی تائید کی ہے اور اسے پسند کیا ہے۔ کہ واقعی اس کلمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقرب ترین فرشتے بھی اللہ کی حقیقت و غایت سے پردۂ غیب میں ہیں اللہ کو ان کا ماننا بھی ایمان بالغیب کے درجے میں ہے۔ گو اللہ کی بعض صفات، شیون اور تجلیات کا ان کو دم بدم مشاہدہ ہوتا ہو۔ [1]

[1] النوع الثانی :مما حکی الله عن هؤلاء الملائكة هو قوله تعالى :ويؤمنون به فإن قيل فأى فائدة فی قوله ويؤمنون به فإن الاشتغال بالتسبيح والتحميد لا يمكن إلا وقد سبق الإيمان بالله؟ قلنا الفائدة فيه ما ذكره صاحب الكشاف ، وقد أحسن فيه جدا فقال إن المقصود منه التنبيه على أن الله تعالى لو كان حاضرا بالعرش لكان حملة العرش والحافون حول العرش يشاهدونه ويعاينونه، ولما كان إيمانهم بوجود الله موجبا للمدح والثناء لأن الإقرار بوجود شىء حاضر مشاهد معاين لا يوجب المدح والثناء ، ألا ترى أن الإقرار بوجود الشمس وكونها مضيئة لا يوجب/ المدح والثناء ، فلما ذكر الله تعالى إيمانهم بالله على سبيل الثناء والمدح والتعظيم، علم أنهم آمنوا به بدليل أنهم ما شاهدوه حاضرا جالسا هناک، ورحم الله صاحب الكشاف فلو لم يحصل فی كتابه إلا هذه النكتة لكفاه فخرا وشرفا (تفسیرِ کبیر للرازی، ج۲۷، ص ۴۸۷)

امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر اور امام علامہ جار اللہ زمخشری کی تفسیر کشاف کے بارے میں ہی اقبال مرحوم کا یہ شعر ہے:

تیرے دل پر نہ ہو جب تک نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحبِ کشاف

Idara Ghufran

فرشتوں کی اہلِ زمین کے لئے استغفار کے اثرات وثمرات

ان فرشتوں کی سب اہلِ زمین کے لئے استغفار کرنے سے دنیا میں اللہ کا ایسا عمومی عذاب نہیں آتا جس سے سارا نظامِ زندگانی تلپٹ ہوجائے اور دنیا فنا ہوجائے بلکہ مہلت وڈھیل ملتی رہتی ہے۔

کافر ونافرمان بڑے بڑے ظالم جابر قاہر افراد بھی معاشرے بھی، قومیں بھی، سلطنتیں بھی، اللہ کے جس ڈھیل کی وجہ سے باوجود بغاوت، سرکشی اور ظلم وقہر کے بڑے عرصے تک امن وعیش میں زندگی گزارتے ہیں اور ظاہری مادی ترقیاں کرتے رہتے ہیں بظاہر اس ڈھیل میں اسباب کی حد تک فرشتوں کی یہ استغفار بھی موثر ہوتی ہے جو وہ اہلِ زمین کے لئے کرتے ہیں اور دنیا کی زندگی کی حد تک عذاب ان سے مؤخر ہوتا اور رسی دراز ہوتی رہتی ہے اور اصل تو اللہ پاک کی مشیت اور بے پایاں حکمتیں ہیں اور اس کی وسیع رحمت ہے کہ ایک وقت مقررہ، ایک اجل مسمّٰی تک رسی دراز ہوتی رہتی ہے۔ اگر اللہ کی رحمت سے ڈھیل نہ ملتی تو کبھی کا سارا نظام تلپٹ ہوجاتا، جیسا کہ ان آیات میں بھی اس ڈھیل کے ملتے رہنے کا ذکر ہے:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (سورة النحل، رقم الآية ٦١)

ترجمہ: کہ اگر اللہ لوگوں کے ظلم وزیادتی پر مواخذہ فرمانا شروع کردیتا، تو زمین پر کوئی باقی نہ بچتا، لیکن وہ ان سب کو مہلت دیتا ہے، ایک وقتِ مقرر تک، پس جب وہ وقتِ مقرر آجائے گا تو نہ وہ ایک لحہ موخر ہوگا اور نہ مقدم (سورہ نحل)

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا (سورة الفاطر، رقم الآية ٤٥)

ترجمہ: اگر اللہ لوگوں کے اعمال پر مواخذہ اور گرفت پورے طور پر دنیا میں ہی شروع کردیتا، تو کوئی بھی جاندار روئے زمین پر باقی نہ بچتا، مگر وہ ان کو مہلت دیتا ہے ایک معین وقت کے لئے، پس جب ان کا وہ وقت آجائے گا، تو بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے (سورہ فاطر)

Idara Ghufran

تو اللہ تعالیٰ کی یہ شانِ کریمی اور صفتِ رحمت کی ہمہ گیری ہے کہ حاملین عرش فرشتوں کو اس کام پر لگایا ہے جس کے اثرات وثمرات ساری زمینی مخلوق کو پہنچ رہے ہیں اور وہ کفر وضلالت اور سرکشی و بغاوت کے باوجود عمومی پکڑ سے محفوظ رہتے ہیں، تا آنکہ قیامت قائم ہوجائے اور جزاوسزا کا پورا سلسلہ قائم ہو۔

باقی محدود عذاب مختلف خطوں اور مختلف انسانی معاشروں میں وقتاً فوقتاً آتے رہنا اس کے منافی نہیں، بلکہ خدائی تنبیہ اور تذکیر وموعظت کا حصہ ہیں۔

فرشتے بھی باوجود لطیف اور نورانی مخلوق ہونے کے وزن اور ثقل رکھتے ہیں

فرشتے نورانی اور لطیف مخلوق ہیں لیکن آسمان کی ان کے وزن اور کثرت سے چر چرانے سے ثابت ہوتا ہے (جیسا کہ پیچھے سورہ شوریٰ کی آیت اور اس کے ذیل میں حدیث سے واضح ہے) کہ انکے وجود میں حجم بھی ہے اور وزن بھی، ایسا نہیں کہ وہ جوہر مجرد ہوں جیسے روح یا عقل کا حال ہے کہ وہ جوہر مجرد ہیں۔

لطیف مخلوق کا وزن ہونا، دنیوی مثالوں سے بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے، مثلاً بجلی یعنی برقی رو یا کرنٹ ایک لطیف نورانی چیز ہے، لیکن اس کے باوجود اس میں وزن اور حجم ہے، چنانچہ سب قسم کی مشینریوں، بیٹریوں، الیکٹرانک آلات میں مقررہ وولٹیج کے ساتھ بجلی داخل اور ذخیرہ کی جاتی ہے ان سب اقسام کی الیکٹرانک چیزوں میں بجلی بھرنے اور برقی رو کو برداشت کرنے کی ایک حد ہے اسی مقررہ مقدار تک وہ بجلی کو سما اور اٹھا سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں، مقررہ حد سے زیادہ بجلی جس مشین میں داخل ہو تو مشین جل جاتی ہے۔ بجلی کی تاروں میں بھی بجلی کی برقی رو گزرنے کی ایک حد ہوتی ہے اس حد تک برقی رواں تاروں سے گزاری جاسکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ آج انسانی ٹیکنالوجی اس قابل ہوچکی ہے کہ وہ بجلی جیسی لطیف چیز اور دیگر کئی لطیف چیزوں (مثل ہوا، آواز وغیرہ) کا ناپ تول کرتی ہے اور اس کے ناپنے کے حسابات بناتی ہے۔ اور جتنی مقدار میں چاہے بجلی کسی مشین میں داخل اور جتنی مقدار میں چاہے خارج کرتی ہے اور اس کا ذخیرہ اور اسٹاک کرتی ہے۔ اور جس طرح چاہے استعمال کرتی ہے۔ کمپیوٹر، موبائل، میموری کارڈ، یو ایس بی ان سب چیزوں میں جو ڈیٹا ہوتا ہے وہ بجلی ہی کی مختلف صورت گریاں ہیں اور محدود و مخصوص حد تک ہی ان چیزوں میں سما سکتے ہیں اس سے نور اور بجلی میں ثقل اور وزن پایا جانا بالکل واضح ہے، یہ سب اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے، انسان نے مادی چیزوں میں جوڑ توڑ کر کے قدرت کے اس موہوب خزانے کے راز و اسرار فاش کئے اور سمجھے تو جو روحانی نظام اللہ کے پاس اوپر کے عالم میں ہے ابھی پردہ غیب میں ہے اس میں کیا کچھ گہرائیاں، پہنائیاں عجائبات کمالات ہوں گے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط: ۷) مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

عائلی قوانین

بانیان پاکستان کے عزم راسخ اور فرامین، قوم کی قربانیوں اور آرزوؤں اور عالم اسلام کی امیدوں کے مطابق پاکستان کو بیسویں صدی میں (جو الحادو مادیت کے عروج کا دور تھا) جدید اسلامی تجربہ گاہ (لیبارٹری) بننا تھا، جہاں اسلامی طریق زندگی کی افادیت، اسلامی اصولوں اور قوانین کی صلاحیت اور اسلامی تہذیب کی عظمت و فوقیت کا عملی ثبوت فراہم کیا جانا تھا لیکن پاکستان کی تاریخ کے مبصر کو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس طویل عرصہ میں یہاں نظامِ تعلیم کو اسلامی روح اور اسلامی مقاصد کے لئے ازسرِنو ترتیب دینے، پاکستانی معاشرے کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے، آئین کو اسلامی بنا کر اپنی روح کے ساتھ اسے نافذ کرنے، ذہنی انتشار اور اخلاقی فساد کے معلوم ومعروف ناکوں اور سرچشموں کو بند کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ کام اور جرأت مندانہ اقدامات نہیں کئے گئے بلکہ اس کے برخلاف 1961ء میں عائلی قوانین (Muslim Family Laws) نے ثابت کردیا کہ پاکستان کے آئین ساز اور مقتدر طبقات مغربی اقدار وافکار سے نہ صرف پوری طرح متاثر ہیں بلکہ ان کو آئین سازی کے لئے فیصلہ کن بنیاد سمجھتے ہیں اور شریعت کی کاملیت و ابدیت پر ان کو یقین نہیں (اسلامیت ومغربیت کی کشمکش ص 123)

صدر ایوب (مدتِ حکومت اکتوبر 58ء تا مارچ 69ء) کے دور میں یہ عائلی قوانین جب منظر عام پر آئے، قانون میراث، مرد کے لئے طلاق کی آزادی پر قدغن، تعدد ازواج، خلع، نکاح کی عمر کی تحدید، جن میں کئی چیزیں قرآن وسنت کے واضح نصوص اور امت کے تعامل واجماع سے متصادم تھیں تو علماء نے اس پر شدید احتجاج کیا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان قوانین کی خلافِ شرع دفعات میں ترامیم تجویز کیں اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان عائلی قوانین میں یہ ترامیم کی جائیں تاکہ یہ قرآن وسنت کے موافق ہوسکیں۔

لیکن نومبر 1963ء میں پارلیمنٹ نے اپنے ڈھاکہ کے اجلاس میں ان ترامیم کو یکسر مسترد کردیا۔ [1]

[1] اس پارلیمانی اجلاس کی یہ رپورٹ پاکستان کے اخبارات میں شائع ہوئی جو لوگوں نے افسوس اور تعجب کے ساتھ پڑھی کہ یہاں

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مفتی محمود صاحب کی وزارت علیا میں سرحد میں دینی اصلاحات

مفتی محمود جمعیت علماء اسلام ۱؎ میں تازہ روح پھونک کر 70ء کے انتخابی دنگل میں اترے اور سرحدو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قومی اسمبلی نے کل بڑی اکثریت سے عائلی قانون میں ترمیم کی کوشش کو رد کر دیا، اس کی بعض دفعات میں ترمیم کا بل ایوان کے سامنے آیا تھا، مارشل لاء کے زمانے میں نافذ شدہ یہ عائلی قانون مردوں کے ایک سے زیادہ شادی کرنے کے آزادانہ اختیار کو منسوخ کر چکا ہے، ترمیم کے موافقوں نے اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ یہ قانون شریعت اور قرآن شریف کے خلاف ہے جس میں تعدد ازواج کی کھلی اجازت دی گئی ہے، پاکستان کے روشن خیال طبقے کا کہنا ہے کہ یہ اجازت وقتی اور ہنگامی تھی اور اس کا مقصد سماج میں تدریجی اصلاح کرنا تھا۔ (دیکھئے اسلامیت و مغربیت کی کشمکش ص 124)

۱؎ موجودہ جمعیۃ علمائے اسلام اپنا فکری رشتہ جمعیت علماء ہند سے جوڑتی ہے، جمعیۃ علماء ہند 1919ء میں تحریک خلافت کے عروج کے وقت بدیسی برٹش سامراج سے وطن کو آزاد کرنے کے لئے سیاسی جدوجہد کی غرض سے قائم ہوئی تھی، یہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ اسیر مالٹا کا آخری دور تھا، حضرت شیخ الہند تحریک ریشمی رومال کے بانی و منصوبہ ساز تھے، پہلی جنگ عظیم کے دوران 1914ء میں حجاز سے شیخ الہند کو گرفتار کر کے جزیرہ مالٹا میں قید رکھا گیا، جہاں آپ کے ساتھ آپ کے سیاسی، علمی و فکری جانشین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی قید تھے۔ 1919ء میں جب جنگ عظیم اول ختم ہوئی تب آپ کی رہائی عمل میں آئی اس جنگ میں ترکی کی اسلامی سلطنت کو شکست ہوئی تھی اور اب انگریز خلافت کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ اسی ترکی خلافت کی حمایت سے اور افغانستان کی خود مختار حکومت کے تعاون سے جنگ عظیم اول سے پہلے شیخ الہند نے برصغیر کی آزادی کے لئے تحریک ریشمی رومال کی مشہور تاریخی خفیہ تحریک ترتیب دی تھی اور اسی کی پاداش میں آپ کی گرفتاری ہوئی۔ حضرت شیخ الہند بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے پہلے فاضل، اور 30 سال سے زیادہ عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث رہے، 1919ء میں مالٹا سے رہائی کے بعد آپ نے دیوبند اور علی گڑھ دونوں جگہوں میں تحریک آزادی کی روح پھونکی اور علی گڑھ سے مولانا محمد علی جوہر جیسے جوہر قابل اور ملت کے مایہ ناز سپوت کو اپنے مشن پر کھڑا کیا۔ ایک طرف تحریک خلافت اگر حضرت شیخ الہند کے امنگوں کی ترجمان تھی تو دوسری طرف دیوبند سے آپ کی سیاسی فکر اور ملک کی آزادی کی جدوجہد کی وارث جمعیۃ علماء ہند کی صورت میں سامنے آئی، 1920ء میں شیخ الہند کا انتقال ہوا۔

تحریک پاکستان کے بعد جمعیۃ علمائے ہند اور مسلم لیگ کے راستے الگ الگ ہو گئے۔ جمعیۃ علماء ہند متحدہ ہندوستان کی حامی تھی۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ علماء میں اس حوالے سے اختلاف ہو گیا اس طرح متحدہ ہندوستان کے حامی علماء جمعیت علمائے ہند سے وابستہ رہے، جمعیت کے امیر مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تھے جبکہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ملک اور قیام پاکستان کے حامی علماء نے مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی امارت میں 26 اکتوبر 1945ء کو کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام قائم کی۔ اس کے ابتدائی رہنماؤں میں سے مشہور درج ذیل اکابر علماء ہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی امیر جماعت، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری (جامعہ اشرفیہ لاہور)، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (بانی جامعہ دارالعلوم کراچی) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابوالبرکات، مولانا عبدالرؤف وغیرہم۔ ان علماء کا متحدہ برصغیر کے مسلمانوں میں بہت بڑا مقام اور ان کا یہاں کی ملت اسلامیہ پر بڑا اثر تھا، ان میں سے اکثر علماء حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے وابستہ تھے (حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات 1943ء میں ہوئی) چنانچہ 1946ء کے عام انتخابات اور سلہٹ، بنگال اور صوبہ سرحد کے استصواب رائے (ریفرنڈم) میں مسلم لیگ کی کامیابی میں جمعیت علماء اسلام کا بڑا نمایاں اور فیصلہ کن کردار رہا ہے، جس کا اعتراف بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح دل و جان سے کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ 14 اگست

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بلوچستان میں تاریخی کامیابی حاصل کی، مرحوم بھٹو کے مقابلے میں الیکشن جیتا۔

آپ 1972ء میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے، انہوں نے اپنی وزارت کے زمانے میں شراب پر پابندی عائد کی، احترام رمضان آرڈیننس جاری کیا، اردو کو سرکاری زبان قرار دیا، جہیز پر پابندی کا قانون بنایا، قومی لباس کو سرکاری لباس قرار دیا (سرکاری ملازمین کو قومی لباس کا پابند کیا) خواتین کے لئے پردے کا حکم نافذ کیا۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

47ء کو آزاد وطن پاکستان کا پہلا پرچم کراچی میں بانی پاکستان کی خواہش اور حکم پر مولانا شبیر احمد عثمانی اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانی نے لہرایا، پاکستان بننے کے بعد دسمبر 1947ء میں کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانوی کی رہائش گاہ پر جمعیت علمائے اسلام کی تنظیم نو ہوئی، سید سلمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی کی رحلت کے بعد جمعیت کے امیر بنے۔ یہ حضرات دو قومی نظریہ اور ایک مکمل اسلامی اسٹیٹ کے قیام کے وعدے اور بنیاد پر مسلم لیگ کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور قیام پاکستان کے بعد انہوں نے سسٹم کو اسلامیانے کے حوالے سے جو جدوجہد کی وہ پاکستان کی ملی تاریخ کا سنہرا باب ہے جس کی مختصر روئیداد اس مضمون میں آپ کے سامنے آچکی ہے، 1958ء میں جب ایوب خان کی مارشل لائی حکومت قائم ہوئی تو بہت سی چیزیں پس منظر میں چلی گئیں، مارشل لاء کے تحت سیاسی جدوجہد اور جماعتوں پر پابندی لگ گئی۔ مارشل لاء سے کچھ پہلے 1956ء میں جمعیت کا ایک اجتماع ہوا جس میں جمعیت علماء ہند کی فکر سے ہم آہنگ علماء بھی شریک تھے۔ مولانا احمد علی لاہوری، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی نے باقاعدہ جمعیت میں شمولیت کی اور جمعیت کی نئی تنظیم سازی کی۔ نئی تنظیم سازی میں مولانا احمد علی لاہوری امیر اور مولانا غلام غوث ہزاروی سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ اس طرح گویا جمعیت پر حضرت تھانوی کے ہم فکر علماء (جو دو قومی نظریہ کے حامی تھے) کی بجائے حضرت حسین احمد مدنی (متحدہ ہندوستان کے حامی) کے ہم فکر علماء کا غلبہ ہوگیا۔ اور جمعیت علمائے اسلام کے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد کے بانی علماء پس منظر میں چلے گئے۔ امجد۔

مارشل لاء کے دور میں فروری 1962ء میں مولانا احمد علی لاہوری کا انتقال ہوگیا تو مولانا عبداللہ درخواستی امیر بنے (وفات 1993ء) 1962ء ہی میں جب سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں تو جمعیت کے قائم مقام امیر مولانا مفتی محمود صاحب (وفات 1980ء) نے جمعیت کا احیاء کیا اور اس میں نئی روح پھونک دی۔ جمعیت نے 1970ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی کی سوشلسٹ فکر کے مقابلے میں ''سوشلزم کفر ہے'' کے نعرے پر انتخابات میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بنیاد پر زور وشور سے حصہ لیا، اور صوبہ بلوچستان وصوبہ سرحد سے کئی قومی نشستوں پر کامیابی حاصل کی، اور ان دونوں صوبوں میں نیشنل عوامی پارٹی کے اشتراک سے مخلوط حکومت بنائی۔

مفتی صاحب کی وفات کے بعد ان کے نسبی وفکری وارث مولانا فضل الرحمان صاحب جمعیت کے امیر بنے اور ابھی تک آپ کی امارت میں ہی جمعیت اپنا سیاسی سفر طے کر رہی ہے، آپ ملک کے ایک منجھے ہوئے، زیرک، سنجیدہ وفہمیدہ سیاست دان مانے جاتے ہیں، 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات کی سیکولر و لادین قوتوں سے مدافعت میں جمعیت کی خدمات نمایاں ہیں۔

۱ 1977ء کے الیکشن میں تاریخی دھاندلی وبددیانتی اور ریاستی جبر وتشدد کے خلاف 9 جماعتوں کے سیاسی اتحاد بنام پاکستان قومی اتحاد (PNA) کے آپ سربراہ مقرر ہوئے، بار بار قید وبند کی صعوبتوں سے گزرے، 77ء کی تحریک میں گرفتار ہو کر پشاور، راولپنڈی، ہری پور کی جیلوں میں رہے، تحریک کے نتیجہ میں ملک گیر پیمانے پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوا، بھٹو صاحب نے بے بس ہو کر قومی اتحاد کے رہنماؤں سے مذاکرات شروع کیے، اس غرض سے مفتی محمود کی رہائی عمل میں آئی۔ اسی عرصے میں ضیاء الحق مرحوم نے مارشل لاء لگا دیا، اس طرح ایک دفعہ پھر سیاسی بساط الٹ گئی، مفتی محمود صاحب کی وفات اکتوبر 80ء میں ہوئی۔ امجد

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ:نظارۂ وطن) **مفتی محمد امجد حسین**

جامعہ حقانیہ ساہیوال،سرگودھا کا یادگار سفر (قسط۱)

بدھ 14 ربیع الثانی بمطابق 4 فروری کی شام حضرت مدیر مفتی محمد رضوان صاحب دام اقبالہٗ ادارہ غفران کے احباب ورفقاء کے 12 رکنی قافلہ کی معیت میں جامعہ حقانیہ ساہیوال،سرگودھا تشریف لے گئے۔یہ ایک علمی،دعوتی اور مطالعاتی دورہ تھا جوادارہ کے احباب کی خواہش اور حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دام فضلہٗ مدیر جامعہ حقانیہ ساہیوال،سرگودھا کی دعوت پر ہوا۔حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دام فضلہٗ ادارہ غفران کی شوریٰ کے رکن ہیں،آپ ملک کے معروف،مقتدراور مستنداہل علم میں سے ہیں،بہت بڑے علمی خاندان کی علمی روایات اور رشد وہدایت کے سلسلوں کے امین وجانشین،پاسبان وترجمان ہیں۔ملک کے طول وعرض میں آپ کے علمی دعوتی،تبلیغی واصلاحی اسفار ہوتے رہتے ہیں۔ملک کے اہم دینی وعلمی مجامع ومجالس اور اداروں کی علمی ودینی تقریبات اور مجالس تذکیر وتحقیق،مناقشات ومباحثات میں آپ کی شرکت وشمولیت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔[۱]

---

[۱] مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب،مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ(1923-2001)کے خلف الرشیداور لائق فائق جانشین ہیں،اور مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ کے خلف الصدق اور جانشین تھے۔فقیہ الامت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون (یوپی، بھارت) کے مفتی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔مفتی عبدالکریم رحمہ اللہ کی اہم علمی یادگاروں میں سے امدادالاحکام کا چارجلدوں میں ضخیم مجموعہ فتاویٰ ہے جو برصغیر کے دارالافتاؤں کی زینت ہےاور فتاویٰ کے باب میں اہل علم وافتاءاس کے تحقیقی فتاویٰ ومقالات سے خوشہ چینی اور علمی استفادہ کرتے ہیں،یہ مجموعۂ فتاویٰ حضرت حکیم الامت کی سرپرستی اور نگرانی میں مدرسہ امدادیہ تھانہ بھون کے دارالافتاء سے اجراءشدہ فتاویٰ کا عمدہ ذخیرہ ہے جو مفتی عبدالکریم گمتھلوی اور مولانا ظفراحمد عثمانی رحمہ اللہ نے لکھے۔مفتی عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ تقسیم ملک کے بعد 1948ء میں ہجرت کرکے پاکستان آئے،سرگودھا اور ساہیوال میں اقامت اختیار کی اور مہاجرین کی بحالی کے لئے آپ نے بڑی مثالی خدمات اس علاقے میں سرانجام دیں،یہ خاندان ترمذی سادات ہے،جو وسطی ایشیا کے خطہ سمرقند کے شہر ترمذ(ترمذ امام ترمذی کا شہر ہے جو کہ عظیم محدث اور سنن ترمذی کے مصنف ہیں،ترمذ موجودہ ازبکستان میں واقع ہے،اسلام کی علمی تاریخ میں سمرقندو بخارا کے ساتھ ترمذ کا بھی بڑا نام،مقام اور کام ہے،موجودہ افغانستان کی شمالی سرحد پر دریائے آمو ہے جو ازبکستان اور افغانستان کے درمیان حد فاصل ہے،دریائے آمو کے کنارے ترمذ ساحلی شہر ہے)سے تغلق کے دور میں یہاں آکرآباد ہوا،یہاں آکر یہ خاندان پنجاب اور متحدہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مختلف زمانوں میں منتقل ہوتا رہا،آخر میں ضلع کرنال کے ایک قصبہ گمتھلہ میں اس خاندان کے ایک جد سید عبداللہ شاہ ترمذی نے مستقل بودوباش اختیار کی،تقسیم کے موقع پر وہیں سے ہجرت کرکے مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ ساہیوال،سرگودھا اپنے خاندان کے ساتھ منتقل ہوئے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت مدیر صاحب کا بڑے حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ سے نیاز مندانہ تعلقات رہے اوران کی حیات میں ساہیوال ان کی خدمت میں جانا ہوا، آپ کی وفات (شوال ۱۴۲۲ھ) پر بھی جانا ہوا اس کے بعد اب تقریباً چودہ سال کے وقفے سے ساہیوال کا یہ زیر بحث سفر ہوا۔ [۱]

سفر شروع ہوتا ہے

بدھ کے دن عصر پڑھ کر دو گاڑیوں پر یہ سفر شروع ہوا، مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے عم زاد جناب نعیم صاحب جو خود بھی صاحبِ علم و فضل ہیں اور راولپنڈی میں ہی ایک عصری تعلیمی ادارے سے منسلک ہیں وہ اپنی گاڑی سمیت شاملِ قافلہ تھے اور مدیر صاحب انہی کے ہمرکاب تھے اور تیسرے چوتھے دن ہفتہ کی شام مدیر صاحب کی واپسی تک ہم دم و ہمقدم رہے، واپسی کا سفر بھی مدیر صاحب کا ان کی ہمرکابی میں ہوا۔ دارالافتاء کے رفیق جناب مولوی غلام بلال صاحب بھی اس سفر میں ہمراہ تھے اور میزبانوں میں شامل تھے کیونکہ ساہیوال سے کچھ ہی پہلے ان کا گاؤں لنگر والا پل کے پاس جلّا بالا ہے، یہ طے ہوا تھا کہ پہلے ان

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ شجرہ نسب چند معلوم پشتوں تک اس طرح ہے، مفتی عبدالقدوس بن مفتی عبدالشکور بن مفتی عبدالکریم بن حکیم محمد غوث شاہ، بن محمد عبداللہ شاہ ترمذی رحمہم اللہ۔ 1949ء میں مفتی عبدالکریم صاحب کی وفات ہوئی، جس کے بعد آپ کے لائق صاحبزادے حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے ساہیوال میں مستقل قیام اختیار کر کے علمی، تحقیقی، اصلاحی اور فلاحی خدمات کا آغاز کیا، جامع مسجد بنائی، مدرسہ حقانیہ قائم کیا، تعلیم و تدریس کے ساتھ عوامی اصلاح و تبلیغ اور فتویٰ کا کام شروع کیا۔

[۱] مفتی عبدالکریم رحمہ اللہ نے 2 فروری 1948ء کو ہجرت کر کے مع اہل و عیال ساہیوال میں اقامت اختیار کی تھی، آپ کی وفات ۱۳۶۸ھ بمطابق 1949ء میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب نے ساہیوال شہر کی مرکزی جامع مسجد شہانی میں امامت و خطابت کا سلسلہ 1949ء ہی میں شروع فرمایا اور 1966ء تک یہاں آپ کی وابستگی رہی، اسی دوران مسجد کے ایک طرف آپ نے مدرسہ قاسمیہ کا اجراء کیا، 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران آپ قید و بند سے گزرے تو یہ مدرسہ موقوف ہو گیا، اس کے بعد اکتوبر 1955ء میں آپ نے محلّہ قلعہ والا میں جامعہ حقانیہ کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ تقسیم سے پہلے آپ کے والد صاحب مفتی عبدالکریم ترمذی گمتھلوی نے متحدہ ہندوستان کے ضلع کرنال کے قصبہ شاہ آباد محلّہ مخدوم زادگان میں مدرسہ حقانیہ 1936ء میں جاری فرمایا تھا، پہلے اس مدرسہ کا نام مدرسہ قدوسیہ رکھا گیا تھا، پھر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی تجویز پر مدرسہ حقانیہ نام تجویز ہوا جو تقسیم ہند تک علمی دینی خدمات کا فیض لٹاتا رہا۔ ساہیوال کا یہ مدرسہ حقانیہ کرنال کے اسی مدرسہ حقانیہ کا تسلسل تھا جس کی یہاں نشاۃ ثانیہ ہوئی، اور اس وقت سے اب تک قائم ہے، اللہ تعالیٰ آباد و شاداب رکھے اور اس کا فیض مدام رکھے۔

حضرت مفتی عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ نے نصف صدی تک اس پر سکون قصبے میں بیٹھ کر رشد و ہدایت کا فیض لنڈھایا اور فقہ و فتاویٰ، علم و تحقیق کے مختلف گوشوں پر دادِ تحقیق دی۔ آپ کی علمی فقہی و اصلاحی مقالات، فتاویٰ جات اور تحقیقات آپ کی تصانیف میں جمع و محفوظ ہیں۔ بہت سا غیر مطبوعہ مواد جامعہ حقانیہ کے ترجمان ماہنامہ الحقانیہ میں ماہ بہ ماہ حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں شائع ہوتا ہے، ان شاء اللہ الحقانیہ کے صفحات پر یہ متفرق مقالات و فتاویٰ شائع ہوتے رہیں گے، آپ کی سوانح جو آپ کی وفات کے بعد حیات ترمذی کے نام سے ایک ہزار صفحات کی ضخیم جلد میں شائع ہوئے ہیں، اس میں بھی آپ کے کئی معرکۃ الآراء علمی مقالات شائع کر دیئے گئے ہیں۔ امجد۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے ہاں جانا ہوگا، چنانچہ پہلے ان کے گاؤں پہنچے، کھانے سے فراغت کے بعد حضرت مدیر صاحب جناب نعیم صاحب کے ہمراہ ساہیوال تشریف لے گئے، جہاں آپ کا شدت سے انتظار ہو رہا تھا، آپ کے پہنچنے پر میزبان حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دام فضلہ نے استقبال کیا، کچھ دیر مجلس رہی، چونکہ کافی رات بیت چکی تھی اس لئے کچھ وقت آرام کرنے کے بعد صبح بعد نماز فجر مسجد عثمانیہ (قلعہ والی) میں مدیر صاحب کا درس قرآن ہوا، بعد میں تخصص کے طلبہ کے ساتھ مجلس رہی، ادھر باقی رفقاء مولوی بلال صاحب اور ان کے ماموں زاد جناب شہزاد صاحب جن کی کچھ دن قبل ہی شادی ہوئی ہے، ان کی میزبانی سے شادکام اور زندہ دلی سے لطف اندوز ہوئے، شہزاد صاحب بھی راولپنڈی میں ہی ہوتے ہیں، آج کل شادی کے آفٹر شاک (After Shocks) سہنے کے لئے گاؤں میں پڑے یا ٹھہرے ہوئے ہیں کہ: ع یہ وہ دیس ہے جہاں ریحانہ رہتی ہے۔

سرسوں کی بہار

رفقاء نے نماز فجر گاؤں کی مسجد میں پڑھی، نماز کے بعد مفتی محمد یونس صاحب نے مسجد کے امام صاحب کی خواہش پر مختصر درس دیا۔ نماز کے بعد ہم گاؤں کے حدود اربعہ کو ملاحظہ کرنے نکل گئے، کھیتوں میں گندم کی فصل لہلہا رہی تھی اور سرسوں کی بہار نگاہِ شوق کو دعوتِ نظارہ دے رہی تھی اور ہم میں کوئی اندھا نہیں تھا۔

مویشیوں کے دور درشن

کھیتوں اور کھلیانوں میں ڈھور ڈنگروں کے استھانوں میں ہم آزادانہ گھومے پھرے، ناشتے کے بعد مولوی بلال اور اس کے ماموں صاحبان کے ہمراہ ان کی زمینوں پر گئے، جہاں فصل کے علاوہ سبزی، پھل کے بھی کچھ باغ تھے، مویشی اپنے استھانوں پر بندھے ہوئے چشم براہ تھے شائد زبان حال سے کہہ رہے تھے۔ ع

آ جا مورے بالما! تیرا انتظار ہے

بھینسیں بھی تھیں جو دُم کے ساتھ سر بھی ہلا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ منہ سے جھاگ بھی پھینک رہی تھیں شائد ہمارے پاس بین نہ ہونے پر دانت پیس رہی ہوں، سرگودھا کا دودھ روزانہ راولپنڈی آتا ہے اس سے یہاں بھینسوں کی کثرت اور دودھ کی بہتات کا اندازہ ہوتا ہے، کوئی کمی بھی ہو تو ہمارے گوالے سائنس دانوں کے پاس اس کا حل موجود ہے جو پانی کو بغیر کسی کیمیاوی عمل کے سفید دودھیا رنگ میں بدلنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، اس قسم کی سائنس میں ہماری قوم ترقی یافتہ قوموں سے بھی بہت آگے ہے، وہ تو ان کی گردِ راہ کو بھی نہ پاسکیں۔

Idara Ghufran

دَم کرنا ہمارا بھینسوں کو

ہمیں یہاں بھینسوں کو دَم بھی کرنا پڑا، ہر چند کہ وہ ہم پر نظر شفقت ہی ڈالتی رہیں لیکن ہمیں کھٹکا ہی رہا کہ کہیں دما دم مست قلندر پر نہ اتر آئیں، پھر نعرہ مستانہ بلند کرنے کا بھی موقعہ نہ ملے اور ہمیں دُم دبا کر بھاگنا پڑے، خیر ع رسیدہ بود بلائے سخت و لے خیر گذشت

گدھے سے لاتوں کا تبادلہ

یہاں زمینوں پر باقی مویشیوں سے الگ تھلگ ایک نوعمر گدھا بھی ایک کھیت میں آن بان شان کے ساتھ کھڑا تھا، عبدالسلام صاحب، موصوف کے قریب گئے تو آنجناب نے حسبِ عادت دولتیوں سے استقبال کیا جسے عبدالسلام صاحب نے جوتے کی نوک پر روکا، پھر جواب آں غزل کے طور پر اس کی طرف لات لہرائی، بڑھائی اور ہولے سے ٹکائی اور جمائی، اس طرح جانبین سے لاتوں کا تبادلہ ہونے لگا، معلوم نہیں کون کس کو بھوت سمجھ بیٹھا تھا حالانکہ آج ہر سطح پر مسائل اور تنازعات بات چیت، ٹیبل ٹاک اور مذاکرات کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا جاتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کے پرائیویٹ چینلز نے ان ٹاک شوز (Talk Shows) کو مرغ اور بٹیرے لڑانے کے ماڈرن فن کے طور پر متعارف کرایا ہے جہاں مرغوں اور بٹیروں کا کام بڑی بڑی نامی گرامی ہستیوں سے لیا جاتا ہے۔

جامعہ ترمذی جدید کی زیارت

جلّا بالا سے فارغ ہو کر ہم فاروقہ روڈ کی طرف سے ساہیوال گئے، فاروقہ روڈ پر شہر ساہیوال کے قریب ہی جامعہ حقانیہ جدید بن رہا ہے 26 کنال کے رقبے پر بہت بڑا منصوبہ ہے، جس میں مسجد مدرسہ کا وسیع و عریض سلسلہ قائم ہوگا، اس پر کام جاری ہے۔ ہم نے گاڑی میں گزرتے گزرتے ہی اسے دیکھا۔ [1]

ساہیوال شہر میں داخلہ

جامعہ حقانیہ کو دیکھنے اور یہاں کے متنوع علمی و دینی شعبوں اور اداروں کو ملاحظہ کرنے کی ہماری دیرینہ

---

[1] پھر رات کو حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب حضرت مدیر صاحب کو یہ منصوبہ ملاحظہ کرانے کے لئے لائے تو سب رفقاء نے اس کا تفصیلی دورہ کیا، حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب نے اس منصوبے کی تفصیلات بتائیں، یہاں حضرت مدیر صاحب نے اس منصوبے (Project) کی کامیابی اور بخیر و خوبی و خوش اسلوبی پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لئے دعا کرائی۔

Idara Ghufran

خواہش اور تمنا آج پوری ہو رہی تھی۔

ہم فرحت و مسرت اور شوق و اپنائیت کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ ساہیوال پرانے شہر کے ملتانی دروازے سے داخل ہوئے، یہ محلّہ قلعہ والا کہلاتا ہے (یہاں پرانے وقتوں میں قلعہ تھا) دروازے سے اندر سڑک پر کچھ آگے گلی میں مڑتے ہی پہلے جامع مسجد عثمانیہ اور اس کے سامنے کچھ آگے ہٹ کر جامعہ حقانیہ کی حویلی نما کشادہ عمارت ہے، بڑے گیٹ سے داخل ہو کر حویلی نما تعمیرات کا اندر ہی اندر ایک پورا سلسلہ ہے، اور تعمیرات کی ایک چین (Chain) ہے، جو باہم دگر بڑے دروازوں اور بغلی دروازوں کے ذریعے ایک دوسرے سے مربوط و پیوست ہیں۔ سب سے پہلے دارالافتاء کی حویلی نما عمارت ہے جو کمروں، برآمدہ، دالان اور صحن پر مشتمل ہے، یہیں سے مدرسہ کے اندرونی حصے کی طرف دروازہ کھلتا ہے جہاں دارالاقامہ، درس گاہیں، لائبریری ہے، وہیں سے ایک بغلی راستہ شعبہ تخصص فی الفقہ کی عمارت کی طرف کھلتا ہے، یہ پوری الگ عمارت ہے جس میں مہمان خانہ، شعبہ تخصص کی درس گاہ و قیام گاہ، صحن اور دیگر متعلقہ تعمیرات ہیں۔

جامع مسجد عثمانیہ اور جامعہ کی عمارات کا ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہونا ہمیں بہت اچھا لگا، گاؤں دیہات کے کھلے ماحول کے لئے جہاں جگہ کی قلت یا سیکورٹی کے مسائل نہیں ہوتے یہ طرز زیادہ مناسب اور حسب حال ہے، جامع مسجد عثمانیہ اچھی خاصی بڑی مسجد ہے۔

قدیم ساہیوال شہر اور اس کے دروازے

ساہیوال شہر قدیم تاریخی قصبہ ہے، مغلوں اور ان کے ابتدائی دور کے معاصر شیر شاہ سوری کے عہد تک کی تاریخ اس کی معلوم ہے، یہاں شیر شاہ کے آثار و نشاں بھی بعض جگہوں میں پائے جاتے ہیں، اب تو ساہیوال شہر کئی فرلانگ میں ہر طرف پھیل گیا ہے، اور بڑے بڑے بازار دور تک چلے گئے ہیں لیکن پرانا ساہیوال شہر جو اطراف و جوانب میں چاروں طرف شہر کے پھیل جانے سے بیچوں بیچ آ گیا ہے، یہ پرانا شہر فصیل بند ہے جس طرح کہ قدیم شہروں کے چاروں طرف فصیل ہوتی تھی اور مخصوص دروازے چاروں طرف اس فصیل میں ہوتے تھے، ان دروازوں کے راستے ہی شہر میں داخل ہوا جا سکتا تھا چنانچہ لاہور، گوجرانوالہ، ملتان وغیرہ میں اب بھی پرانی فصیلوں کے کچھ کچھ آثار و نشان بعض جگہوں میں ہیں۔

لاہور کا شیرانوالہ گیٹ، بھاٹی دروازہ، گوجرانوالہ کا سیالکوٹی دروازہ اور ملتان کے پاک گیٹ، حرم گیٹ،

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بوہڑ گیٹ، لوہاری گیٹ، دولت گیٹ، خونی برج نام اور محل وقوع کی حد تک انہی فصیل بند دروازوں کی یادگاریں ہیں۔ [1] اسی طرح ساہیوال کا پرانا شہر بھی ہے، اس کے اطراف وجوانب میں چھ دروازے ہیں جن سے اندر داخل ہوا جاتا ہے، کشمیری دروازہ، کابلی دروازہ، لاہوری دروازہ، ملتانی دروازہ وغیرہ۔ آج بھی یہ دروازے اپنی قدیم شان وشکوہ کے ساتھ عمدہ حالت میں موجود ہیں اور ہمیں پرانے اچھے وقتوں کی یاد دلاتے ہیں جب جینا جرم اور زندگی وبال نہ تھی ؎

خدا کرے کہ مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کا فیض عام

ساہیوال کے اس قصبے میں اور ملحقہ دیہات وقصبات میں حضرت اقدس مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ کی نصف صدی پر مشتمل دینی خدمات اور فیوضات کے اثرات نمایاں ہیں، حضرت کی بنفس نفیس دینی علمی، واصلاحی خدمات کے نتیجے میں نیز جامعہ حقانیہ کے فیض یافتگان اور آپ کے تلامذہ کے ذریعے بھی اس ساہیوال اور آس پاس کے علاقوں میں دین کی صحیح تعلیمات کی جو محنت ہوئی ہے اور ہو رہی ہے اس کے عمدہ اثرات یہاں کی فضا اور ماحول میں صاف محسوس ہوتے ہیں۔

مرکزی جامع مسجد حقانیہ

جامعہ حقانیہ، مسجد عثمانیہ، جامع مسجد زینب، جامعہ ترمذی جدید کے علاوہ یہاں شہر کی سب سے بڑی اور مرکزی جامع مسجد حقانیہ ہے جو وسط شہر میں ہے، یہ بھی حضرت ترمذی کی قائم کی ہوئی مسجد ہے، جس کی بنیاد آپ نے 1960ء میں رکھی تھی اور 1966ء سے لیکر تا دم آخر (2001ء) آپ اس مسجد کے خطیب رہے یہاں کے منبر ومحراب سے عوام وخواص کے لئے وعظ وارشاد کے غلغلے آپ کی زبان فیض ترجمان سے 35 سالوں تک بلند ہوتے رہے، اس مسجد میں بھی ہم گئے۔ ایک پر کیف روحانی سکون یہاں محسوس ہوا، ایک مرد حقانی کے انفاس کی خوشبو یہاں ماحول میں رچی بسی تھی۔ حضرت کے وصال کے بعد آپ کے

---

[1] پنجاب حکومت اور اٹلی کی حکومت کے درمیان وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کے دور میں ہونیوالے معاہدہ کے تحت ملتان کو یونان کے قدیمی شہر روم کا سسٹر سٹی قرار دیا گیا ہے جس کے بعد سے اس شہر کی پرانی فصیل کو بحال کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا جس کے نتیجے میں وہ بہت سی مارکیٹیں اور دکانیں ختم کی گئیں جن کی وجہ سے فصیل مکمل طور پر چھپ گئی تھی اور اس فصیل اور پرانے دروازوں کی بحالی کے بعد شہر کا نقشہ ہی کچھ اور نظر آتا ہے۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جانشین ہمارے ممدوح حضرت صاحب زادہ مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دام فضلہ یہاں کے خطیب ہیں اوراس منبرومحراب سے حق کا آوازہ علاقہ بھر میں نشر کرتے ہیں۔

6 جنوری کا جمعہ حضرت مدیر صاحب نے اسی مسجد میں پڑھایا جوشیڈول میں پہلے سے شامل تھا،اور حضرت مفتی صاحب ممدوح جب راولپنڈی ادارہ غفران تشریف لائے تھےاور ساہیوال کا سفر مدیر صاحب کا طے ہوا تھا تو مسجد میں جمعہ کا خطاب بھی طے ہوا تھا اس لئے اس جلسے کی تشہیر اشتہار / پمفلٹ کی صورت میں حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کی طرف سے ساہیوال میں کر دی گئی تھی۔ (باقی آئندہ)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (وضو کے مسائل واحکام: قسط۶) مفتی محمد یونس

وضو کے فرائض

وضو میں کچھ فرائض ہیں جن کا ثبوت درج ذیل آیت کریمہ سے ملتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ(سورہ مائدہ رقم الآیۃ ٦)

ترجمہ:۔اے ایمان والو! جب تم نماز (ادا کرنے) کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ (یعنی بازو دھولو) اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو) (مائدہ)

اس آیت کریمہ میں نماز کی ادائیگی کے لئے اٹھتے وقت تین اعضاء کو دھونے کا اور ایک عضو پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اور حضرات فقہاء کرام نے ان چاروں کو وضو کے فرائض میں شمار کیا ہے۔

وضو کے چار فرائض:۔ چہرہ دھونا، دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا، یہ چار وضو کے فرائض ہیں۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ وضو میں تین اعضاء کو دھونے کا حکم ہے اور ایک عضو پر مسح کرنے کا حکم ہے۔

اب دو چیزوں کی وضاحت ضروری ہے، ایک ان اعضاء کی حدود کی وضاحت دوسرے دھونے اور مسح کرنے کی وضاحت۔

ذیل میں ان دونوں کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے۔

جن تین اعضاء کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے ان میں ایک چہرہ ہے۔چہرہ کی حدود لمبائی میں پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے، اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔ [2]

---

[1] أركان الوضوء أربعة وهي فرائضه الأول غسل الوجه ....والثاني غسل يديه مع مرفقيه والثالث غسل رجليه مع كعبيه والرابع مسح ربع رأسه(مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح كتاب الطهارة باب في الوضوء فصل في أحكام الوضوء)

[2] وحده طولا من مبدأ سطح الجبهة الى أسفل الذقن وحده عرضا ما بين شحمتي الأذنين(مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح كتاب الطهارة باب في الوضوء ،فصل في أحكام الوضوء)

Idara Ghufran

دوسرا عضو دونوں بازو ہیں جن کو کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے۔

تیسرا عضو دونوں پاؤں ہیں جن کو ٹخنوں سمیت دھونا فرض ہے۔

اور دھونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی عضو پر بہہ جائے جس کی کم از کم حد یہ ہے کہ ایک یا دو قطرے ٹپک پڑیں۔ ۱

اور جس عضو پر مسح کرنے کا حکم ہے وہ سر ہے، اور اس کی مقدار چوتھا حصہ ہے یعنی سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے۔

اور مسح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گیلا ہاتھ عضو پر پھیر دیا جائے۔ ۲

مسئلہ: ۔جن اعضاء کو وضو میں دھونا فرض ہے ان میں اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ جائے جہاں پانی نہ پہنچے تو وضو درست نہیں ہوتا اور آدمی جیسے پہلے بے وضو تھا اسی طرح بے وضو رہتا ہے، چنانچہ اگر کسی کے

---

۱ (قوله :أی إسالة الماء إلخ) قال فی البحر :واختلف فی معناه الشرعی، فقال أبو حنیفة ومحمد :هو الإسالة مع التقاطر ولو قطرة حتی لو لم یسل الماء بأن استعمله استعمال الدهن لم یجز فی ظاهر الروایة، وکذا لو توضأ بالثلج ولم یقطر منه شیء لم یجز .عن أبی یوسف هو مجرد بل المحل بالماء سال أو لم یسل . اهـ.واعلم أنه صرح کغیره بذکر التقاطر مع الإسالة وإن کان حد الإسالة أن یتقاطر الماء للتأکید، وزیادة التنبیه علی الاحتراز عن هذه الروایة علی أنه ذکر فی الحلیة عن الذخیرة وغیرها أنه قیل فی تأویل هذه الروایة إنه سال من العضو قطرة أو قطرتان ولم یتدارک .اهـ، والظاهر أن معنی لم یتدارک لم یقطر علی الفور بأن قطر بعد مهلة، فعلی هذا یکون ذکر السیلان المصاحب للتقاطر احترازا عما لا یتدارک فافهم، ثم علی هذا التأویل یندفع ما أورد علی هذه الروایة من أن البل بلا تقاطر مسح، فیلزم أن تکون الأعضاء کلها ممسوحة مع أنه تعالی أمر بالغسل والمسح.

(قوله :ولو قطرة) علی هذا یکون التقاطر بمعنی أصل الفعل .اهـ .ح.

(قوله :أقله قطرتان) یدل علیه صیغة التفاعل .اهـ .ح.

ثم لا یخفی أن هذا بیان للفرض الذی لا یجزء أقل منه؛ لأنه فی صدد بیان الغسل المفروض وسیأتی أن التقتیر مکروه، ولا یمکن حمل التقتیر علی ما دون القطرتین؛ لأن الوضوء حینئذ لا یصح لما علمت، فتعین أنه لا ینتفی التقتیر إلا بالزیادة علی ذلک، بأن یکون التقاطر ظاهرا لیکون غسلا بیقین، وبدونها یقرب إلی حد الدهن وربما لا یتیقن بسیلان الماء علی جمیع أجزاء العضو فلذاکره فافهم.

(رد المحتارعلی الدرالمختارج ۱، ص ۹۵ و ۹۶)

۲ والمسح هو :إمرار الید المبتلة بالماء علی الرأس بلا تسییل(الموسوعة الفقهیة الکویتیة باب القدر المجزء فی مسح الرأس ج ۴۳، ص ۳۴۷)

(قوله :ومسح ربع رأسه) هو فی اللغة إمرار الید علی الشیء واصطلاحا إصابة الید المبتلة العضو(البحر الرائق باب أرکان الطهارة ج ۱ ص، ۱۴)

Idara Ghufran

ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا ہو، یا موم لگ گیا ہو، یا کوئی اور دلدار چیز لگ گئی ہو مثلاً رنگ (paint)، ناخن پالش وغیرہ اور پانی عضو تک نہ پہنچا ہو تو وضو درست نہ ہوگا۔

البتہ جو پیشہ ور لوگ ہوں جیسا کہ نانبائی، تو اس کے ناخنوں پر جو تھوڑا بہت آٹا یا اپنے پیشہ سے متعلق کوئی اور دلدار چیز لگی رہ جاتی ہے، اور کوشش کے باوجود آسانی دور نہیں ہوتی، وہ معاف ہے۔ [1]

مسئلہ...... ڈاڑھی اگر گنجان ہو تو اس کے ظاہری (یعنی اوپر والے) حصے کو دھونا فرض ہے نیچے کھال تک پانی پہنچانا فرض نہیں اور پتلی ڈاڑھی ہو تو ڈاڑھی کے نیچے کی کھال تک پانی پہنچانا فرض ہے۔

گنجان ڈاڑھی وہ ہے جس کے اندر سے کھال نظر نہ آئے اور اگر کھال نظر آئے تو وہ گنجان نہیں ہے۔ [2]

مسئلہ...... ابروؤں (بھووں)، مونچھوں، اور ڈاڑھی بچہ کا حکم بھی ڈاڑھی کی طرح ہے کہ اگر گنجان ہوں اور بالوں سے نیچے کی کھال نظر نہ آتی ہو تو بالوں کے صرف ظاہری حصے کا دھونا فرض ہے بالوں کے نیچے کی کھال تک پانی پہنچانا فرض نہیں ہے اور اگر گنجان نہیں ہیں بلکہ بالوں کے نیچے کی کھال نظر آتی ہے تو اس

---

[1] واغتفروا للخباز الذی تطول أظفاره، فیبقی تحتها شیء من العجین لضرورة المهنة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۱۹، مادة "تعميم")

سئل أبو القاسم عن وافر الظفر الذی یبقی فی أظفاره الدرن، أو الذی یعمل عمل الطین، أو المرأة التی صبغ إصبعها بالحناء، أو الصرام، أو الصباغ قال :كل ذلك سواء يجزيهم وضوؤهم؛ إذ لا يستطاع الامتناع عنه إلا بحرج (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳، ص ۳۴۴، مادة "فروض الوضوء")

(امرأة اغتسلت وقد كان) أی الشان (بقی فی أظفارها عجین قد جف لم یجز غسلها وكذا الوضوء) لا فرق بين المرأة والرجل لأن فی العجين صلابة يمنع نفوذ الماء وقال بعضهم يجوز والأول أظهر (ولو بقی الدرن) بالتحريك أی الوسخ (فی الأظفار جاز الغسل) والوضوء لتولده من البدن (يستوی فيه) أی فی الحكم المذكور (المدنی) أی ساكن المدينة (والقروی) أی ساكن قية لما قلنا (وقال بعضهم يجوز) الغسل (للقروی) لأن درنه من التراب والطين فينفذه الماء (ولا يجوز للمدنی) لأنه من الودك فلا ينفذه الماء والأول هو الصحيح قال الدبوسی وقال الصفاری يجب الإيصال إلى ما تحته أن طال الظفر وهو حسن(حلبی صغیر ج ۱، ص ۲۵)

[2] قال" :يجب "يعنی يفترض "غسل ظاهر اللحية الكثة "وهی التی لا ترى بشرتها "فی أصح ما يفتی به "من التصاحيح فی حكمها لقيامها مقام البشرة بتحول الفرض إليها(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الايضاح فصل فی تمام أحكام الوضوء)

أما الخفيفة التی ترى بشرتها فيجب إيصال الماء إلى ما تحتها..............وهذا كله فی الكثة أما الخفيفة التی ترى بشرتها فيجب إيصال الماء إلى ما تحتها(البحر الرائق باب سنن الوضوء ، ج ۱، ص ۱۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کھال تک پانی پہنچانا فرض ہے۔ [1]

مسئلہ...... آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں البتہ آنکھوں کے گوشوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے خصوصاً جو گوشے ناک سے ملے ہوئے ہیں، کیونکہ آنکھوں کے ان گوشوں میں مواد جم کر خشک ہو جاتا ہے خصوصاً نیند سے بیدار ہونے کے بعد، اس لئے اس طرح کے خشک مواد کو دور کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔ [2]

مسئلہ...... جب ہونٹوں کو نارمل طریقے سے بند کیا جائے تو ہونٹوں کا جو حصہ نظر آ رہا ہو وہ چہرے میں شامل ہے وضو میں اس کا دھونا فرض ہے اور جو چھپ جائے وہ منہ یعنی اندرونی حصے میں شامل ہے اس کا دھونا وضو میں فرض نہیں۔ [3]

مسئلہ...... اگر کسی نے چہرہ دھوتے ہوئے منہ کو اس طرح سختی سے بند کیا کہ ہونٹوں کی سرخی یعنی وہ حصہ جو نارمل طریقے سے ہونٹ بند کرنے پر کھلا رہتا ہے چھپ گیا اور اس حصے تک پانی نہیں پہنچا تو اس کا وضو صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ...... وضو میں منہ اور ناک کے اندرونی حصے کا دھونا فرض نہیں۔

مسئلہ...... اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد ڈاڑھی منڈوا دی یا مونچھیں منڈوا دیں یا ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن کاٹ دیے یا سر پر مسح کیا پھر سر کے بال منڈوا دیے تو ان اعضاء کو پھر سے دھونا یا سر کا دوبارہ مسح کرنا لازم نہ ہوگا۔ [4]

مسئلہ...... اگر کسی نے ڈاڑھی اور مونچھوں پر اس طرح کا خضاب، مہندی یا ہیئر کلر (hair color) لگا لیا جس کی بالوں پر تہہ جم جاتی ہے اور اس کی وجہ سے ڈاڑھی اور مونچھوں کے بالوں تک پانی

---

[1] وکذلک لا یجب إیصال الماء إلی ما تحت شعر الحاجبین والشارب اهـ .(البحر الرائق باب أرکان الطهارة ج ۱ ، ص ۱۲)

[2] (قوله :فیجب غسل المیاقی) جمع موق، وهو علی ما فی النسخ بالیاء الممدودة بعد المیم والصواب بالهمزة الممدودة، فقد ذکر فی القاموس فی باب القاف عشر لغات فی الموق :منها مأق بالهمزة وموق ومأقء بهمزة قبل القاف وهمزة بعدها :وهو طرف العین المتصل بالأنف......... وفی البحر لو رمدت عینه فرمصت یجب إیصال الماء تحت الرمص إن بقی خارجا بتغمیض العین وإلا فلا اهـ(رد المحتار علی الدر المختارباب أرکان الوضوء، ج ا ص، ص ۹۷)

[3] (فیجب غسل المیاقی) وما یظهر من الشفة عند انضمامها(الدرالمختار)

[4] (ولا یعاد الوضوء) بل ولا بل المحل (بحلق رأسه ولحیته کما لا یعاد) الغسل للمحل ولا الوضوء (بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره) وکشط جلده(الدرالمختار)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہیں پہنچا تو اس کا وضو درست نہ ہوگا، ہاں اگر خضاب یا مہندی اس طرح کی ہے کہ بالوں پر اس کا صرف رنگ چڑھا ہے تہہ نہیں جمی تو وضو درست ہوگا۔ [۱]

دوسرا فرض:۔ کہنیوں سمیت دونوں بازوؤں کا ایک بار دھونا وضو کا دوسرا فرض ہے۔

مسئلہ...... اگر کسی شخص کا بازو کہنی کے پاس سے کٹ گیا ہو اور کہنی کا کچھ حصہ بھی باقی نہ رہا تو اس بازو کا دھونا اس سے ساقط ہو گیا اور اگر کہنی یا اس کا کچھ حصہ موجود ہو تو اس (باقی ماندہ حصہ) کا دھونا فرض ہے۔ [۲]

مسئلہ...... اگر کسی شخص کے دو انگوٹھے ہوں یا چھ انگلیاں ہوں تو اس زائد انگوٹھے اور انگلی کا دھونا بھی وضو میں فرض ہے۔ [۳]

مسئلہ...... انگلی میں انگوٹھی پہنی ہوئی ہو اور وہ اتنی تنگ ہو کہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچتا ہو تو وضو کرتے وقت اس کو اتار دینا یا اس طرح سے حرکت دینا فرض ہے کہ پانی اس کے نیچے کی جگہ تک پہنچ جائے، ورنہ وضو نہ ہوگا۔ اور اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو کہ اس کو ہلائے بغیر ہی پانی نیچے تک پہنچ جاتا ہو تو اس کا اتارنا یا ہلانا ضروری تو نہیں ہاں مستحب ہے۔ [۴]

مسئلہ...... چھلے، چوڑی، کنگن وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ...... ناخنوں کے نیچے کی جگہ بھی اعضائے وضو میں شامل ہے، اس لئے اگر ناخن کے نیچے آٹا وغیرہ

---

[۱] ولا بد من زوال ما يمنع من وصول الماء للجسد كشمع وعجين لا صبغ بظفر صباغ (مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۴۵)

وشرط صحته ثلاثة عموم البشرة بالماء الطهور وانقطاع ما ينافيه من حيض ونفاس وحدث وزوال ما يمنع وصول الماء الى الجسد كشمع وشحم (مراقى الفلاح فصل فى أحكام الوضوء، ج ۱، ص ۲۹)

[۲] من قطعت يده من دون المرفق غسل ما بقى من محل الفرض، وإن قطعت من المرفق غسل العظم الذى هو طرف العضد (الموسوعة الفقهية الكويتية تطهير موضع البتر، ج۸، ص ۱۰)

قال فى البحر: ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شىء سقط الغسل، ولو بقى وجب. اهـ. ط. (شامى، ج ۱، ص ۱۰۲)

[۳] ولو خلق له يدان ورجلان، فلو يبطش بهما غسلهما، ولو بإحداهما فهى الأصلية فيغسلها، وكذا الزائدة إن نبتت من محل الفرض، كأصبع وكف زائدين وإلا فما حاذى منهما محل الفرض غسله وما لا فلا، لكن يندب مجتبى (الدرالمختارمع ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۲)

[۴] وإن كان فى أصبعه خاتم إن كان واسعاً لا يجب تحريكه ولا نزعه، وإن كان ضيقاً ففى ظاهر الرواية (قال) أصحابنا رحمهم الله لا بد من نزعه أو تحريكه، وروى الحسن عن أبى حنيفة، وأبو سليمان عن أبى يوسف ومحمد أنه لم يشترط النزع أو التحريك وبين المشايخ اختلاف فى هذا الفصل. (المحيط البرهانى الفصل الأول فى الوضوء، ج ۱، ص ۳۶)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کوئی ایسی چیز لگ جائے جو پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو وضو نہیں ہوگا۔ [1]

مسئلہ..... اگر ناخن اتنے بڑے ہوں کہ ان کے نیچے انگلیوں کے سرے چھپ جائیں تو ان کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے۔ [2]

---

[1] وهل يجب إيصال الماء إلى ما تحت الأظافر؟ قال الفقيه أبو بكر رحمه الله :يجب، حتى إن الخباز إذا توضأ وفي أظفاره عجين أو الطيان إذ توضأ وفي أظفاره طين يجب إيصال الماء إلى ما تحته، وكان يفرق بين الطين والعجين وبين الدرن أن الدرن يتولد من الآدمي فيكون من أجزائه ولا كذلك الطين والعجين. (المحيط البرهاني الفصل الأول في الوضوء، ج ١، ص ٣٦)

[2] وذكر الشيخ الإمام الزاهد الصفار رحمه الله في شرحه :أن الظفر إذا كان طويلاً بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلى ما تحته، وإن كان قصيراً لا يجب إيصال الماء إلى ما تحته(المحيط البرهاني الفصل الأول في الوضوء، ج ١، ص ٣٦)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین　(بسلسلہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک: چھٹی وآخری قسط)　مولانا غلام بلال

والدین کی نافرمانی اوران کوتکلیف پہنچانے کا وبال

کائنات میں افضل اوراشرف مخلوق انسان ہے انسان کو یہ عظمت وشرف عقل کی وجہ سے ہی ملا ہے، عام حیوانات کے مقابلے میں انسان کی ایک خصوصیت یہ ہے کے وہ مدنی الطبع واقع ہوا ہے، اور مدنیت کے استقراراوراُس کے قائم دائم رہنے کے لئے باہمی انس ومحبت کا جذبہ عطا کیا گیا ہے، یہ انس ومحبت کا جذبہ فطری طور پروالدین کواپنی اولاد کے لئے زیادہ عطاء کیا گیا ہے، اوراولاد کیلئے والدین دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں، اس لئے والدین کی جس قدرعزت وتوقیر کی جائے گی اسی قدراولاد سعادت سے سرفراز ہوگی۔

اور یہ بات اظہرمن الشّمس ہے کے اللہ تعالیٰ کی خلقت میں سے کسی کا احسان اس قدرنہیں، جس قدر والدین کا احسان اولاد پر ہوتا ہے، پھر اولاد کو والدین کا اتنا شکر کرنا چاہیئے، اور اس قدر اطاعت وفرمانبرداری بجالانی چاہیئے کہ ساری خلقت میں سے کسی کی نہیں کرنی چاہیئے۔

دراصل اولاد والدین کے جسم کا ایک ٹکڑا ہوتے ہیں، اسی لحاظ سے والدین اولاد کے ساتھ بے حد محبت وشفقت کرتے ہیں، اوراپنی زندگی اولاد پر چھڑکتے ہیں، ہرطرح کی نیکی اور بھلائی اولاد کو پہنچاتے ہیں، اورتمام عمران کے لئے کماتے ہیں، اورآخرکارساری کمائی اور جائیدادخوشی سےان کیلئے چھوڑکر چلے جاتے ہیں، سواس لئے اولادکووالدین کی اس نیکی وشفقت کا بدلہ، نیکی وشفقت کے ساتھ ہی دینا چاہیئے۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (سورۃ الرحمان، رقم الآیۃ ٦٠)

ترجمہ: بھلا! اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوااور کیا ہے؟ (سورہ رحمان)

چنانچہ ہمیں اس بات پرغوروفکر کرنا چاہیئے کہ والدین جونیکی وشفقت والا معاملہ ہمارے ساتھ کرتے ہیں، کیا کوئی اور بھی ایسا برتاؤ کرتا ہے؟ ہرگزنہیں تو پھر اولاد کو بھی اپنے والدین کے ساتھ بے مثال نیکی، خیرخواہی، محبت، احسان اور فرمانبرداری کرنا ضروری ہے، اوراپنے مال وجان کو بھی اپنے ماں باپ پر قربان کردینا چاہیئے، اور یہ بات ملحوظ رہے کہ اگراولادوالدین کی خدمت وفرمابرداری نہیں کرے گی، تووہ تواللہ تعالیٰ کی نافرمان اورگناہ گار ہوکرمرے گی۔

والدین آخربڑے ہیں، اوران کی حیثیت حاکم کی سی ہے، اس لئے والدین کوبھی اپنی اولاد سے سنجیدگی اور

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تدبر سے کام لینا چاہئے، اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحیح معنوں میں قابل احترام اور اطاعت کے لائق اگر کوئی ہستی ہے، تو وہ والدین ہی ہیں، اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی اطاعت کے بعد، والدین کا حکم ماننے، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔کمامرّ۔

اور یہ بات بھی پہلے معلوم ہو چکی ہے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے کہ جس نے اپنے بوڑھے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا، اور وہ ان کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت میں داخل نہیں کرا سکا۔ یعنی ایسا شخص بہت ہی بدنصیب ہے کہ جس کے والدین ضعیف اور بوڑھے ہیں لیکن وہ اُن کی خدمت نہیں کرتا، جس کی سزا اس کو جنت سے محرومی کی شکل میں بھگتنی پڑے گی، اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اولاد اگر اپنے ضعیف والدین کی اطاعت کرے، اور انہیں ہر طرح سے خوش رکھے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں انعام میں جنت ملے گی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ ایک نمونہ ہیں، جب ان کے والد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے خواب میں تمہیں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، بتاؤ! اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ انبیاء کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں، اس لئے اپنے والد سے کہا کہ آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے، آپ فوراً اس کی تعمیل کیجئے، چنانچہ باپ بیٹے کو ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کو خوشی خوشی تیار ہو جاتے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ اطاعت وفرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک اس سنت کو جاری وساری فرما دیا، اور اس طرح یہ قربانی ہر سال لاکھوں مسلمان خوشی سے مناتے ہیں۔

گذشتہ قسطوں میں والدین کی نافرمانی کے بعض اخروی نتائج وانجام ذکر کر گئے، اور ان میں سے خاص خاص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق ہونا، جنت سے محرومی اور جہنم میں دخول کا سبب ہونا، طاعات وعبادات کا قبول نہ ہونا وغیرہ وغیرہ تھے۔ اب ذیل والدین کی نافرمانی کے بعض دنیاوی نقصانات بھی مختصراً ذکر کیے جاتے ہیں، جو کہ درحقیقت ہے تو اُخروی نقصانات ہی، مگر ان کا ظہور مختلف شکلوں میں بعض دفعہ دنیا میں بھی ہوتا ہے۔

﴿فقر وفاقہ کا شکار ہو جانا﴾...... والدین کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی کے نتیجے میں، ان کی طرف سے ملنی والی بددعا سے بعض دفعہ اولاد فقر وفاقے سے دوچار ہو جاتی ہے، اور اگر ایسی صورت میں والدین اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ بھی کریں، تب بھی اس کا وبال دنیا میں رزق میں تنگی اور فقر وفاقہ میں مبتلا ہونے کی شکل میں منجانب اللہ پڑتا ہے۔

Idara Ghufran

﴿برائی کا بدلہ برائی سے ملنا﴾...... جواولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ برا سلوک کرتی ہے، تو اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتی ہے، اور اس کے بڑھاپے میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتی۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عِفُّوا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ وَبَرُّوا آبَاءَ كُمْ تَبَرَّكُمْ أَبْنَاؤُكُمْ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۲۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی عورتوں سے پاکدامنی اختیار کرو، تو تم تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی، اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو (تو) تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے گی (حاکم)

اور یہ بات عملی زندگی میں تجربہ سے بھی ثابت ہے، اور موجودہ وگزشتہ زمانوں کے بہت سے واقعات بھی اس پر شاہد ہیں ع جیسی کرنی ویسی بھرنی

﴿نافرمانی ذلت اور پستی کا سبب﴾......اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص والدین کا نافرمان ہوتا ہے اسے معاشرہ ناپسندیدگی اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس طرح وہ معاشرتی سطح پر قابل نفرت اور مذموم خیال کیا جاتا ہے، جس قدر وہ اپنے عیوب پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے لوگ اسی قدر اس کی بدبختی کو اور زیادہ اچھالتے ہیں۔

﴿مال و دولت میں بے برکتی اور عمر میں تنگی کا سبب﴾......والدین کی نافرمانی انسان کے مال و دولت میں بے برکتی اور عمر میں تنگی کا سبب بھی بنتی ہے۔

اور قلت سے مراد فقط مالی قلت نہیں، معنوی اور معاشرتی قلت بھی مراد ہے، یعنی دوستوں اور رشتہ داروں کا اس سے میل جول کم رکھنا وغیرہ، کیونکہ جو شخص اپنا خونی اور قریب تر رشتہ یعنی والدین کا نافرمان ہوتا ہے، تو لوگ اس پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اور دوست و رشتہ دار بھی اس سے محبت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

لیکن افسوس کہ آج کے جوان غلط تربیت، منحرف روش یا نام نہاد ترقی یافتہ ثقافت کی وجہ سے والدین کو ناپسند اور بعض دفعہ (العیاذ باللہ) گالیاں بھی دیتے ہیں، ان پر لعن طعن کرتے ہیں، اور ان پر اپنا جام غضب انڈیلتے ہیں (حالانکہ احادیث وروایات میں ان سب چیزوں سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے) جب کہ والدین انہیں مخلصانہ نصیحت کرتے اور اولاد کی طرف سے ملنی والی تکالیف پر صبر کرتے ہیں، اس چیز کا والدین پر بہت برا اثر ہوتا ہے، اور وہ تلخ ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جولوگ والدین کی خدمت سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ بہت ہی بدنصیب اور قسمت کے مارے ہوئے ہیں، لیکن اس میں کچھ قصور والدین کا بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مغربی تعلیم وتربیت دیتے ہیں، دِینی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں، نتیجتاً اولاد بڑے ہوکر مغربی عادات واطوار کو اپناتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ مغرب میں والدین کی خدمت کا کوئی تصوّر نہیں، اولاد جوان ہوکر خودسر ہوجاتی ہے اور والدین سے ان کوکوئی ربط نہیں رہتا، لہٰذا والدین کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اسلامی احکام وآداب کوملحوظِ خاطر رکھ کر کریں۔

خلاصہ یہ کہ والدین کے حقوق بہت عظیم اور بلند ہیں اور اللہ تعالی نے ان کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ذکر کیا ہے، اگرچہ دونوں کے مرتبے مختلف وجداگانہ ہیں، خدا کا حق اس کی عبادت ہے، والدین کا حق ان کے ساتھ حسن سلوک ہے، اورقرآن کریم نے ماں کی بیشتر قربانیوں کی وجہ سے اسے اور بڑا حق دیا ہے احادیثِ نبویہ میں بھی اس مسئلے کو خاص اہمیت حاصل ہے اور والدین کی نافرمانی کو ایک عظیم گناہ تصور کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اپنی نافرمانی گناہوں والے کاموں سے ہم سب کو بچائے۔

قدر ماں باپ کی اگر کوئی پہچان لے ۔۔۔ اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے

Idara Ghufran

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ صفر ۶۰۹ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن علی بن یحییٰ بن عون اللہ الدانی مرسی حصار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۱۶)

□......ماہِ صفر ۶۱۰ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن محمد بن ابراہیم بن یحییٰ حمیری کتامی قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۷)

□......ماہِ صفر ۶۱۶ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن عیسیٰ غافقی قرطبی شقوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۹۶)

□......ماہِ صفر ۶۱۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن خلف بن راجح بن بلال بن ہلال بن عیسیٰ مقدسی جماعیلی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۱۵۸)

□......ماہِ صفر ۶۲۲ھ: میں حضرت فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی القاسم خضر بن محمد بن خضر بن علی بن عبداللہ ابن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۹۰)

□......ماہِ صفر ۶۲۴ھ: میں حضرت ابوطالب عبدالمحسن بن ابی العمید خالد خفیفی ابہری شافعی صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۶۰)

□......ماہِ صفر ۶۲۶ھ: میں حضرت ابویوسف یعقوب بن صابر بن برکات حرانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۱۰)

□......ماہِ صفر ۶۲۷ھ: میں حضرت ابوالبرکات حسن بن محمد بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن عساکر دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۸۶)

□......ماہِ صفر ۶۲۹ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر بن شجاع بن ابی نصر بغدادی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۴۹)

□......ماہِ صفر ۶۳۰ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن احمد بن یوسف بن بدل عجمی اوقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۵۰)

Idara Ghufran

☐......ماہِ صفر ۶۳۱ھ: میں حضرت سیف الدین علی بن ابی علی بن محمد بن سالم تغلبی آمدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۲ ص۳۶۵)

☐......ماہِ صفر ۶۳۲ھ: میں حضرت بہاؤ الدین ابوالعز یوسف بن رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد بن عتاب اسدی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۲ ص۳۸۷)

☐......ماہِ صفر ۶۳۴ھ: میں حضرت ابو منصور سعید بن محمد بن یاسین بن عبدالملک بن مفرج بغدادی بزاز سفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۵)

☐......ماہِ صفر ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوالفضل جعفر بن علی بن ہبۃ اللہ ابوالبرکات بن جعفر بن یحییٰ بن ابوالحسن بن منیر بن ابوالفتح ہمدانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۳۸)

☐......ماہِ صفر ۶۳۷ھ: میں حضرت ابو محمد عبدالعزیز بن دلف بن ابو طالب بغدادی مقری ناسخ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۴۶)

☐......ماہِ صفر ۶۴۰ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن ابی الحسن شافعی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۹۹)

☐......ماہِ صفر ۶۴۲ھ: میں حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمر بن علی جوینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۹۷)

☐......ماہِ صفر ۶۴۳ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمود بن ابراہیم بن نبہان دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۲۶۴)

☐......ماہِ صفر ۶۴۴ھ: میں حضرت صائن الدین محمد بن حسان بن رافع عامری دمشقی معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۱۴۸)

☐......ماہِ صفر ۶۴۵ھ: میں حضرت ابو علی عمر بن محمد بن عمر ازدی اشبیلی اندلسی نحوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۲۰۸)

☐......ماہِ صفر ۶۴۶ھ: میں حضرت ابو نعمان بشیر بن حامد بن سلیمان بن یوسف جعفری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۲۵۶)

☐......ماہِ صفر ۶۴۷ھ: میں حضرت عجیبہ ضوء الصباح بنت محمد بن غالب باقداری بغدادیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۲۳۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار — امام شافعی رحمہ اللہ (دسویں وآخری قسط) — مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

دنیائے اسلام میں فقہ شافعی کے شیوع کی تاریخ

فقہی مذاہب کی تدوین اور ابتدائی عہد

امام شافعی رحمہ اللہ کا زمانہ دوسری صدی ہجری ہے، اس وقت تقلیدِ شخصی کا وہ عام رواج اور خاص التزام نہ ہوا تھا، جس کی ہوا تیسری، چوتھی صدی کے بعد چلی، اور ویسے بھی یہ زمانہ فقہی مذاہب کی تدوین وتشکیل کا تھا، تیسری، چوتھی صدی کا زمانہ ان فقہاء امصار کے تلامذہ اور نسل درنسل متبعین کا ہے، جنھوں نے ان فقہاء کے مذاہب اور فقہی اصولوں کا التزام کر کے ان کے اصولوں سے فروعات اور جزئیات وتفریعات سے نظائر واستنباطات کا عمل سلسلہ درسلسلہ شروع کیا، اور مختلف مکاتبِ فقہیہ کی منظّم ومربوط صورت گری کی، ان کا ڈھانچہ ترتیب دیا، اور ان کے نوک پلک کو درست کیا، اس طرح ان صدیوں میں تشریع کا وسیع اسلامی کتب خانہ وجود میں آیا، اور بعد والوں کے لئے یہ سہولت حاصل ہوگئی کہ کوئی خود دماغ سوزی اور استدلال واستنباط کے عمل کی بجائے کسی منہجِ فقہی کا التزام کرنا چاہے، تو اسے سب بنا بنایا تیار مال مل جائے۔

ورنہ تو امام شافعی کی حیات میں اور بعد میں بھی ایک عرصے تک اہلِ علم وارباب روایت ودرایت کا طرز وطریقہ یہ تھا کہ وہ علمی خوشہ چینی کے عمل میں جس طرح روایتِ حدیث کے باب میں ہر محدث کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے، اور اس کی روایات کو لیتے، یونہی درایت واستدلال اور استنباط کے باب میں بھی وہ سب ائمہ سلف اور فقہائے امصار کے استدلالات واستنباطات سے استفادہ کرتے، اور ردوقبول کا معاملہ کرتے، اس وقت عموماً اہلِ علم میں تقلید اس طرح کی نہ تھی، کہ کسی فقیہ کی آراء واجتہاد پہ التزام کرتے۔ بلکہ اہلِ علم میں عام طور پر نظر وفکر کا ذوق اور استنباط واستدلال کا ملکہ تھا، وہ خود بھی اجتہاد واستدلال کرتے، اور معاصر یا اکابر اہلِ علم کے اجتہاد واستدلال اور آراء ودرایات پر نظر کرتے، اور حسبِ ذوق وحسبِ حال ان مختلف اجتہادات واستنباطات میں ردوقبول اور ترجیح واسقاط کی راہ اپناتے، اس وقت فردِ واحد کی التزامی تقلید اگر تھی تو عوام میں تھی، جو اپنے علاقوں کے فقہاء کی طرف مراجعت کرتے، اور سب امور میں

Idara Ghufran

اس فقیہ کی رائے اور فتویٰ خواہ وہ سنت واثر کی روشنی میں ہو، یا استنباط واجتہاد ہو، اس کا التزام کرتے، امام شافعی کی فقہی آراء یا بالفاظِ دیگران کے مذہب کو ابتداءً حجاز میں اور پھر مصر میں اسی انداز میں لیا گیا۔

التزامِ مذہبِ خاص کا دور دورہ اور فقہ شافعی

چنانچہ بعد میں جب تقلیدِ شخصی کے التزام کا دور دورہ ہونے لگا، تو مصر اور شام میں فقہ شافعی کو قبولِ عام حاصل ہوا، جس طرح کہ عراق میں اور پھر خراسان میں فقہ حنفی کا عام شیوع اور اس کی مقبولیت ہوگئی تھی۔

مصر وشام کے قضاۃ اور دینی اُمور میں سر برآوردہ اہلِ منصب شافعی المذہب اہلِ علم ہونے لگے، انہی کا تسلط اور فوقیت ان دیارِ اسلام میں ہوگیا، پھر عراق اور بغداد میں بھی مذہبِ شافعی کے حاملین ومتبعین کی کثرت ہوگئی، پھر خراسان اور وسطی ایشیا کے کئی علاقوں میں، نیز یمن، حجاز، فارس، ایران، شمالی افریقہ اور برصغیر کے مشرقی جزائر اور جنوبی ساحلی علاقوں میں مذہبِ شافعی، اس کے حاملین اہلِ علم، تجار اور عوام کے ذریعے پھیلتا گیا، عرب سوانح نگاروں اور اہلِ طبقات مؤرخین نے ان مذکورہ خطوں میں سے ایک ایک خطہ کی تفصیلات دی ہیں کہ وہاں مذہب شافعی کیسے پہنچا، پھلا پھولا اور عام ہوا، کن علاقوں میں اس کے اثرات محدود اور وقتی رہے، اور کن علاقوں میں یہ دوام واستحکام کے ساتھ عام وخاص یہاں تک کہ حکومتوں کا بھی مذہب اور دستور وقانون بنا، سبکی کی طبقات میں اس کی تفصیلات مرحلہ بہ مرحلہ مذکور ہیں۔

مذکورہ علاقوں کے علاوہ کردستان، آرمینیا، خطہ قفقاز وشیشان اور مشرقی ترکستان میں بھی مذہبِ شافعی کو فروغ عام حاصل ہوا، بعد میں خلافتِ عثمانیہ کے عہد میں ترکستان وغیرہ کئی خطوں میں فقہ شافعی پر فقہ حنفی غالب آگیا، عثمانی خلفاء حنفی المذہب ہوتے تھے، غالبًا ان کی طرف سے حنفی قضاۃ وحکام کے تقرر سے بھی صورتِ حال بدلی ہو، اور ایسا اسلامی تاریخ میں کثرت سے ہوتا رہا ہے کہ خلافتوں اور حکومتوں کے مذاق ومزاج اور منہج ورجحان کے معاشروں پر نمایاں اثرات پڑتے رہے ہیں، پھر ریاست اور حکومت جس دستور ومنشور اور فقہی مذہب کی حامل ہو، اس کے مطابق ہی وہ اقالیم، دیار وامصار اور ولایات میں مفتیوں اور قاضیوں اور عمال کا تقرر کرتی ہے، ان قضاۃ وعمال سے جو نظم وانتظام اور احکامِ شرع ان کے فقہی منہج وذوق کے ساتھ پھیلتے اور نشر ہوتے ہیں، ان کا رعایا میں دور دورہ ہوجاتا ہے، اس میں شرعاً کوئی تنگی نہیں، بلکہ یہ اس دین کا حسن اور اعتدال ہے، اس طرح مختلف اسلامی خطوں میں تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف کلامی وفقہی مناہج انقلاباتِ زمانہ اور حکومتوں کے ادلنے بدلنے سے نوبت بہ نوبت ادلتے بدلتے رہے، یہی حال فقہ شافعی کا مذکورہ دیار میں رہا ہے۔

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط ۹) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمومی بیعت

سقیفۂ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خاص افراد کے بیعت کرنے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور نائب تسلیم کرنے کے بعد اگلے دن بہت سے مسلمان آپ کی عمومی بیعت کے لئے جمع ہوئے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دوسرا دن تھا، انہوں نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، کچھ نہیں بول رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے، یہاں تک کہ ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے، پھر اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو اللہ نے تم لوگوں کے سامنے نور رکھ دیا ہے کہ جس کے ذریعے آپ کو ہدایت ملے، اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہدایت کی، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو غار میں دوسرے ساتھی تھے مسلمانوں میں سے تمہارے امور کے نگران (اور خلیفہ) ہونے کے زیادہ مستحق ہیں، اس لئے اٹھو اور ان کی بیعت کرو، ان میں سے ایک جماعت اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ ہی میں بیعت کر چکی تھی، اور عام بیعت منبر پر ہوئی (بخاری، حدیث نمبر ۷۲۱۹)

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ:

اے لوگو! مجھے تمہارا امیر تو بنا دیا گیا ہے، لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں، پس اگر میں کچھ اچھا کروں تو میری مدد کرنا، اور اگر میں بُرا کروں تو مجھے درست کر دینا، سچائی امانت ہے، اور جھوٹ خیانت ہے، تم میں کمزور میرے نزدیک مضبوط ہے، یہاں تک کہ میں اس کا حق دِلا دوں، اور تم میں مضبوط میرے نزدیک کمزور ہے، یہاں تک کہ میں اس سے کمزور کا حق واپس لے لوں، جو قوم بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کو چھوڑتی ہے، تو اللہ اُن پر

Idara Ghufran

آزمائشوں کو مسلط کردیتے ہیں، اور جس قوم میں بھی بے حیائی پھیلتی ہے، تو اللہ اُن پر مصیبتوں کو مسلط کردیتے ہیں، میری اطاعت اسی وقت تک کرنا، جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں، پھر اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں، تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں، اُٹھو! اور اپنی نماز پڑھو، اللہ تم پر رحم فرمائے، اس طرح لوگ منگل کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے فارغ ہوئے (الثقات لابن حبان، ج۲، ص۱۵۶، وص۱۵۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بیعتِ عامہ سب صحابہ کے اتفاق سے ہوئی، اور یہ سمجھنا کہ اس بیعت میں سب صحابہ باہم متفق نہیں تھے، درست نہیں۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر (بیعت کے لئے) بیٹھ گئے، تو آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا، اور علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا، تو ان کے بارے میں معلوم کیا، انصار میں سے کچھ لوگ اُٹھے، اور علی رضی اللہ عنہ کو لے آئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد، کیا آپ مسلمانوں کی اجتماعیت کو توڑنا چاہتے ہیں؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر کوئی اعتراض نہیں، اور علی رضی اللہ عنہ نے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پایا، تو ان کے بارے میں معلوم کیا، لوگ انہیں لے آئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپ کے ساتھی، کیا آپ مسلمانوں کی اجتماعیت کو توڑنا چاہتے ہیں؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا، اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر کوئی اعتراض نہیں، اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی (حاکم، حدیث نمبر۴۴۵۷، بیہقی)

اس روایت کو امام حاکم، اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور ابنِ کثیر نے صحیح قرار دیا ہے (البدایۃ والنہایۃ، ج۶، ص۳۳۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جلد ہی طے پاگئی تھی، اور سب صحابہ رضی اللہ عنہ اس پر متفق تھے۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

غسل اور اُس کا مختصر طریقہ

پیارے بچو! اگر کسی کو غسل کرنے یعنی نہانے کی ضرورت ہو، تو نماز پڑھنے کے لئے اس طرح غسل کرنا یعنی نہانا ضروری ہوتا ہے کہ جسم کی کوئی جگہ خشک نہ رہے، اب آپ کو غسل کا طریقہ اور غسل کے کچھ مسائل بتائے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 1...... غسل کرنے کا سنت اور اچھا طریقہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئیں، اس کے بعد اپنی دونوں شرمگاہوں والے حصے کو دھوئیں اگرچہ وہاں کوئی ناپاک چیز نہ لگی ہو، اس کے بعد اگر جسم پر کہیں ناپاک چیز لگی ہو، تو اس کو دھوئیں، اور اس کے بعد سنت طریقہ پر وضو کریں (لیکن اگر اُس نہانے والی جگہ پر نیچے جہاں پاؤں ہیں، پانی جمع ہے تو پیروں کو غسل کرنے کے بعد اُس جگہ سے ہٹ کر دھوئیں) اس کے بعد سر پر پانی ڈالیں ، پھر جسم کے دائیں حصے پر اور اس کے بعد بائیں حصے پر پانی ڈالیں، اور اس کام کو تین مرتبہ کریں، تاکہ تین مرتبہ پورے جسم پر پانی بہہ جائے۔

مسئلہ نمبر 2...... اگر کوئی سنت طریقہ پر غسل نہ کرے، بلکہ جس طرح بھی پورے جسم پر پانی بہالے، اور کلی کرلے اور ناک میں پانی بھی ڈال لے، تو غسل پھر بھی ہوجاتا ہے، اور اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہوجاتا ہے، کیونکہ یہ تینوں چیزیں غسل میں ضروری اور فرض کہلاتی ہیں، مگر اس میں سنت والا غسل کرنے کا ثواب اور فائدہ نہیں ملتا۔

مسئلہ نمبر 3...... اگر کوئی لڑکا یا لڑکی جوان اور بالغ ہوجائے، اور اس کو سوتے یا جاگتے ہوئے شہوت پیدا ہونے سے پیشاب والی جگہ سے لیس دار پانی نکل آئے، جسے منی کہا جاتا ہے، تو نماز پڑھنے کے لئے غسل کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 4...... غسل جس پانی سے کیا جائے، وہ پانی پاک ہونا چاہئے۔

مسئلہ نمبر 5...... غسل کرتے وقت کسی کے سامنے ننگا ہونا بُری اور گناہ کی بات ہے، لیکن ننگا ہوکر نہانے سے بھی غسل ہوجاتا ہے، اور ایسے غسل کے بعد نماز پڑھنے کی اجازت ہوجاتی ہے۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

گھر گرہستی کے کاموں میں اپنی ذمہ داریاں نبھایئے

معزز خواتین! شرعی اعتبار سے گھر کے انتظام اور اعمال کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ گھر کے باہر کے کام (مثلاً تجارت، ملازمت، نان نفقہ، روزی روٹی کا انتظام) مرد کے ذمہ ہے اور گھر کے اندرونی کام (مثلاً ہانڈی روٹی، صفائی ستھرائی اور دیگر گھریلو کام) عورت کے ذمہ ہیں۔اسی اعتبار سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اعمال کی تقسیم فرمائی تھی، ہمارے معاشرے میں بھی یہی دستور اور رواج ہے کہ گھر سے باہر کے کام عام طور پر مرد کے ذمہ ہوتے ہیں اور گھر کے اندر کے کام عورت کے ذمہ ہوتے ہیں، مرد اور عورت میں سے کوئی ایک بھی اگر اپنے حصہ کے کام میں کوتاہی کرے تو گھر کا نظام چلنا مشکل ہو جاتا ہے اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آ جاتی ہے، گھر کا نظام اسی وقت صحیح چل سکتا ہے جب ہر فرد اپنے حصہ کا کام پورا کرے۔

معزز خواتین! ہمارے معاشرے میں رہائش کے دو طریقے ہیں، ایک تو بالکل الگ تھلگ اور سیپر یٹ سسٹم (Separate System) ہے، جس میں ایک گھر کے اندر ایک ہی خاندان یا فیملی رہتی ہے ، ایسے گھروں میں کام کاج کے حوالہ سے آسانیاں ہوتی ہیں، کیونکہ گھر کے افراد کم ہوتے ہیں لہٰذا کام بھی تھوڑا ہوتا ہے اور اس طرح کے نظام میں کام کاج کے حوالہ سے لڑائی جھگڑے کم بلکہ شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں، اگر ایسے گھروں میں بھی کام کے حوالہ سے لڑائی جھگڑے ہوں تو یہ انتہائی نااہلی کی بات ہے۔

رہائش کا دوسرا طریقہ جو ہمارے یہاں رائج ہے وہ مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System) ہے ایسے نظام میں ایک گھر میں ایک سے زیادہ خاندان رہتے ہیں اور آج کل مہنگائی اور دیگر وجوہات کی بناء پر زیادہ تر اسی نظام کو اختیار کیا جاتا ہے، اس نظام میں چونکہ گھر کے اندرونی کاموں کی باگ ڈور ایک سے زیادہ خواتین کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا ایسے نظام میں گھریلو کاموں کی وجہ سے لڑائی جھگڑے زیادہ ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑوں کی زیادہ تر وجہ یہی ہوتی ہے کہ گھر کا کوئی فرد اپنے حصہ کا کام صحیح طرح سے نہیں کر رہا ہوتا اور کام کرنے میں غفلت کر رہا ہوتا ہے، ایسے نظام میں کامیاب خواتین وہی ہوتی ہیں جو بلا جھجک گھر کے ہر کام کو پورا کریں، اس طرح کے گھروں میں بعض خواتین کام سے جی چراتی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں کیونکہ ان کو گھریلو کام مشترکہ ہونے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنے بجائے دوسروں کے کام کررہی ہیں، حالانکہ ایسی خواتین یہ نہیں سمجھتیں کہ اگر یہ کسی کا کام کررہی ہیں تو دوسرے بھی ان کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہتے ہیں، اگر وہ بھی ان جیسا سوچنے لگیں تو گھر کا کام کون کرے گا؟ ہر کوئی کام چھوڑ دے گا اور گھر کا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔

بعض خواتین اس بارے میں اس غلط فہمی کا شکار ہوتی ہیں کہ گھر میں نامحرم افراد کی موجودگی میں کوئی کام کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح شرعی پردہ کی حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اور اس سوچ کی وجہ سے وہ اپنے خام خیال میں خود کو بڑی نیک اور پرہیزگار سمجھ رہی ہوتی ہیں، کچھ خواتین تو واقعی مسئلے سے ناواقفیت کی وجہ سے یا شرعی پردے کی حدود کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں لیکن بعض خواتین جان بوجھ کر کام سے جان چھڑانے کے لئے دین کا نام لیتی اور ایسا طرزِ عمل اختیار کرتی ہیں تاکہ وہ کام سے مستثنیٰ رہیں اور دوسرے افراد ان کے خادم بنے رہیں اور ان کے حصے کا کام بھی کریں اور یہ بس کمرے میں معتکف ہوکر بیٹھی رہیں، اس طرزِ عمل سے دوسروں کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہوگا کہ جو خاتون اسلام کے مطابق زندگی گزارتی ہیں وہ کامیاب عورت نہیں بن سکتی اور نہ ہی وہ اپنے گھر کے انتظام کو سلیقہ کے ساتھ چلاسکتی ہے حالانکہ درحقیقت ایسی حرکات کا دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تو کام سے بچنے کا ایک طریقہ ہے، بلاشبہ شریعت میں پردے کی بہت اہمیت اور فضیلت ہے لیکن شرع نے مختلف معاشرتی حالات کی رعایت سے پردے کے مختلف درجات ذکر کئے ہیں، ہر حالت میں اور ہر شخص سے پردے کا ایک جیسا حکم نہیں ہے، چنانچہ شوہر اور بیوی کا آپس میں کوئی پردہ نہیں، اسی طرح شرعی محرم مثلاً بھائی، والد، چچا، ماموں وغیرہ کے سامنے چہرہ، ہاتھ، پاؤں، بازو، سر، وغیرہ ظاہر کرنے اور کھولنے کی اجازت ہے، ان احکامات سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں پردہ کا حکم یکساں نہیں ہے بلکہ ضرورت کے مواقع پر نرمی اور چھوٹ ہے، جیسے علاج معالجہ کے لئے ستر کھولنے کی اجازت ہوتی ہے، لہٰذا اگر گھر میں غیر محرم موجود ہیں اور خواتین کو کام کاج کرنے کی ضرورت ہے تو اس بات کی گنجائش ہے کہ بڑی چادر یا دوپٹہ وغیرہ اوڑھ کر کام کرتی رہیں اور بوقتِ ضرورت چہرہ، ہاتھ، پاؤں کھول لیں، اسی طرح گھر کے کسی مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو بات بھی کی جاسکتی ہے اور بوقتِ ضرورت ان کے ہاتھ سے کوئی چیز لینے یا کوئی چیز پکڑانے میں کوئی حرج نہیں، ہاں بلاضرورت خلوت میں رہنا یا آپس میں ہنسی مذاق کرنا جائز نہیں ہے، اب اس

Idara Ghufran

طرح کی گنجائش کے باوجود کام کاج نہ کرنا اور دین کو آڑ کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے، اپنے ذہن سے یہ بات بالکل نکال دینی چاہئے کہ شرعی پردہ گھر کے کام کاج کرنے میں رکاوٹ ہے۔

اسی طرح بعض خواتین اس غلط فہمی کا شکار ہوتی ہیں کہ گھر کے کام کاج ہمارے اوپر فرض نہیں ہیں اس لئے اگر ہم گھر کے کام نہ کریں تو ہمیں کسی قسم کا گناہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسا کر کے کسی بداخلاقی کی مرتکب ہوتی ہیں، تو اس بارے میں عرض ہے کہ ہر کام کے لئے فرض یا واجب ہونا ضروری نہیں بلکہ کچھ اعمال اخلاق کے دائرے میں بھی ہوتے ہیں اور جانبین سے عرف واستحسان اور معاشرتی روایت کے تحت کئے جاتے ہیں، بہت سے کام خاوند کی طرف سے پابندی کے ساتھ کئے جاتے ہیں جبکہ شرعاً خاوند کے ذمہ لازم نہیں ہوتے مثلاً نان نفقہ کی واجب حد سے زیادہ اشیاء مہیا کرنا، علاج معالجہ کرانا، ہدیہ وتحائف دینا وغیرہ وغیرہ، اگر آپ اپنے اس طرزِ عمل پر برقرار رہیں اور وہ بھی اسی انداز کو اختیار کرلے تو زندگی کی گاڑی چلنا مشکل ہوجائے گی اور آپس میں اجنبیوں جیسا تعلق باقی رہ جائے گا۔

بعض دیندار خواتین جو حافظہ یا عالمہ ہوتی ہیں اور ان کے خاوند شرعی اعتبار سے اس درجہ کے پڑھے لکھے نہیں ہوتے تو ان کے ذہن میں اپنی بڑائی کا شبہ پیدا ہونے لگتا ہے جو کہ غلط سوچ ہے، شرعی اعتبار سے خاوند کا درجہ زیادہ ہونے کے لئے عالم یا مفتی، دیندار ہونا ضروری نہیں ہے، جس طرح سے کسی دیندار شوہر کے حقوق پورے کرنا ضروری ہے اسی طرح احکام دین سے غافل شوہر کے عام روزمرہ کے حقوق پورے کرنا بھی ضروری ہے، لہٰذا اس غلط فہمی سے نکلنا چاہئے، کوئی عورت کتنی ہی زیادہ پارسا کیوں نہ ہوجائے صحابیات اور ازواج مطہرات کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی، ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ وہ گھر کے مشکل سے مشکل کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں، چنانچہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں روایت ہے کہ

أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيقٌ، فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ، قَالَ :فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ، فَقَالَ :عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي، فَقَالَ :أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

-أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا -فَسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ (صحیح بخاری باب عمل المرء فی بیت زوجها رقم الحدیث ۵۳۶۱)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، چکی چلانے کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں جو نشانات پیدا ہوئے تھے اس کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں، اور حضرت فاطمہ کو یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے ہیں، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پایا تو انہوں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کر دی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ واقعہ بتایا، حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم بستر میں لیٹ چکے تھے، پس ہم اٹھنے کے لئے چلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ پر ہی ٹھہرے رہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک میرے پیٹ پر محسوس ہوئی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں اس سے بہتر چیز تمہیں نہ بتلاؤں جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے؟ جب تم اپنے بستر پر آؤ، یا اپنے بستر میں پناہ لو، تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھو، اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ پڑھو اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہو، یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (ترجمہ ختم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ اپنے گھر کے کام خود کرتی تھیں جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر نشانات پڑ گئے تھے، اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ، غَيْرَ فَرَسِهِ، قَالَتْ :فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَكْفِيهِ مَئُونَتَهُ وَأَسُوسُهُ وَأَدُقُّ النَّوَى لِنَاضِحِهِ، وَأَعْلِفُهُ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرُزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ الخ (باب جوازی اردا فی مرئۃ الاجنبیۃ، صحیح مسلم، ۲۱۸۲، باب الغیرۃ صحیح بخاری ۲۴۵۲)

ترجمہ: حضرت اسماء فرماتی ہیں میری حضرت زبیر سے شادی ہوئی، اور ان کی زمین پر کوئی مال

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یا غلام وغیرہ نہیں تھے اور ان کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے ایک گھوڑے کے،(اور بعض روایات میں گھوڑے کے ساتھ پانی لانے والے اونٹ کا بھی ذکر ہے)وہ فرماتی ہیں پس میں اس کو چارہ کھلاتی،اس کے کام کرتی اور اس کی دیکھ بھال کرتی اور،ان کے پانی لانے والے اونٹ کے لئے گٹھلیاں پیستی اور اس کو بھی چارہ کھلاتی اور پانی بھر کے لاتی اور ان کا بڑا پانی کا مشکیزہ سیتی اور آٹا گوندھتی(ترجمہ ختم)

ملاحظہ فرمائیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی خاتون جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اپنے گھر کے مشقت والے کام خود کرتی تھیں حالانکہ وہ یہ بات سوچنے کی زیادہ حقدار تھیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار ہونے کے باوجود میں اتنا کام کاج کر کے مشقت میں کیوں پڑوں؟لیکن انہوں نے اپنا مرتبہ معلوم ہونے کے باوجود مشقت والے کام خود کئے اور اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھوڑے اور اونٹ کی خدمت خود کرتی تھیں تو پھر آج کل ہمارے زمانے کی خواتین کے لئے اپنے گھر کے کام کرنے میں کسی قسم کی عار یا رکاوٹ کیوں ہے؟

اسی طرح اس چیز کا بھی خیال رکھیں کہ فرض نماز روزہ تو کسی طرح معاف نہیں،سب کاموں سے پہلے ان کی ادائیگی ضروری ہے،لیکن جہاں تک نفلی عبادات کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھر کے ضروری کاموں میں خلل واقع نہ ہو،ایسا نہ ہو کہ گھر میں کھانا نہیں پکا،سب بھوکے بیٹھے ہیں اور خاتون خانہ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہیں،یا گھر کے سارے کام ادھورے پڑے ہیں اور آپ مصلے پر کھڑی نمازیں پڑھ رہی ہیں،آپ کے اس انداز سے گھر کے ضروری کاموں میں حرج ہوگا اور گھر کے افراد کو بھی تکلیف پہنچے گی اور کسی کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں اور گھر کے افراد آپ کے اس طرز عمل کی وجہ سے دین سے متنفر ہوں گے اور کسی کو دین سے متنفر کرنے کا سبب بننا اچھا عمل نہیں ہے۔

نیک خاتون کے لئے یہ ضروری ہے کہ گھر سے متعلقہ ہر کام کو خود انجام دے،چونکہ گھر کے نظم و نسق کا دارومدار خواتین پر ہوتا ہے لہٰذا خواتین کو کسی کام کے کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی کام میں اپنی توہین سمجھنی چاہئے،ہر کام کو خوش دلی کے ساتھ اچھی نیت سے کرنا چاہئے،اچھی نیت سے اگر گھر کا کام بھی کریں گی تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم اجروثواب کی مستحق ہوں گی،اللہ تعالیٰ سب خواتین کو سلیقہ کے ساتھ اپنے گھر کے ضروری کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نظر اپنے آپ کو بھی لگ سکتی ہے

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَأَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ

(مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۴۹۹، كتاب الطب)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے آپ میں اور اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھے، تو برکت کی دعاء کردے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم)

اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے اندر یا اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے، جو اسے پسند آئے، تو برکت کی دعاء دے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے

(حاکم، رقم الحدیث ۷۵۰۰، کتاب الطب)

مذکورہ حدیث میں پہلے تو اپنے اندر کسی پسندیدہ چیز کے دیکھنے پر اور پھر اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھنے پر برکت کی دعاء کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ برکت کی دعاء کرنے سے نظر لگنے سے حفاظت ہو جاتی ہے، اور پھر حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ نظر لگنا برحق ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات انسان کی اپنی نظر خود اپنی جان اور مال وغیرہ کو بھی لگ جاتی ہے، اور بعض اوقات دوسرے کی جان اور مال میں بھی نظر لگ جاتی ہے، خواہ دوسرا اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔

Idara Ghufran

نظر لگنے کا سبب اور اس کی حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الْعَیْنُ حَقٌّ، وَیَحْضُرُ بِھَا الشَّیْطَانُ وَحَسَدُ ابْنِ آدَمَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۹٦٦۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر حق ہے، جس کے لگنے کے وقت شیطان حاضر ہوتا ہے اور ابنِ آدم کا حسد بھی (مسند احمد)

اس حدیث کی سند کے راوی معتبر ہیں، مگر اس حدیث کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

اس حدیث میں نظر لگنے کے وقت شیطان اور ابنِ آدم کے حسد کے حاضر و موجود ہونے کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نظر لگنے کے وقت شیطان کسی چیز کے متعلق عُجب پیدا کر کے یا حسد میں مبتلا کر کے نظر لگانے کا سبب بنتا ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کا سبب یا تو عجب اور خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے، یا حسد کا ہونا ہے۔

اور عجب اور حسد دونوں نفسانی، اخلاقی اور شیطانی امراض ہیں، جن کو اہلِ علم حضرات نے برے اخلاق میں داخل کیا ہے، اس حیثیت سے نظر لگنے کو نظرِ بد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، کہ حسد اور خود پسندی دونوں بُری نظریں ہیں۔

اور احادیث میں عُجب اور حسد دونوں کی برائیوں کا ذکر آیا ہے۔

Idara Ghufran

کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَیْنُ (مسلم، رقم الحدیث ۲۱۸۸ "۴۲"کتاب السلام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی، تو نظر لگنا اس پر سبقت لے جاتی (مسلم)

اور حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضرت اسماء بنتِ عُمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جعفر کے بچوں کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے، کیا میں ان کے لئے (نظر سے حفاظت کا) دَم کرلیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی (ترمذی، حدیث نمبر۱۹۸۵)

نظر لگنا تو برحق ہے، اور نظر میں بہت اثر، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز تقدیر میں حتمی طور پر طے شدہ ہے، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آتی، یہاں تک کہ نظر لگنے جیسی تیز ترین چیز بھی۔

اور جس چیز پر نظر لگنے کا اثر ہوتا ہے، خواہ وہ اس چیز کی تباہی وہلاکت کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں، تو وہ باذنِ الٰہی یعنی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، جیسا کہ زہر اور دوا وغیرہ کے اثرات کا بھی یہی معاملہ ہے۔

Idara Ghufran

تقدیرِ الٰہی کے بعد نظر لگنے کی وجہ سے بڑے طبقہ کی موت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُلُّ مَنْ يَّمُوْتُ مِنْ أُمَّتِيْ بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَقَدَرِهٖ بِالْأَنْفُسِ يَعْنِيْ بِالْعَيْنِ (مسند الطيالسی، رقم الحديث ۱۸۶۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا بہت بڑا طبقہ اللہ کے فیصلہ اور اس کی کتاب اور اس کی تقدیر کے بعد انفس یعنی نظر لگنے کی وجہ سے فوت ہوگا (طیالسی)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا فیصلہ اور تقدیر تو سب پر غالب ہے، لیکن اس کے بعد موت کا بڑا سبب نظر کا لگ جانا ہے، اور اسی وجہ سے نظر لگنے کے باعث بہت سے لوگ فوت ہوتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر (باذنِ الٰہی) آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے (حلیۃ الأولیاء، لابی نُعیم الأصبہانی، ج۷ص۹۰)

مطلب یہ ہے کہ نظر لگنے کی وجہ سے انسان اور جانور وفات پا جاتا ہے، اور اونٹ کو دیگ میں داخل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ نظر لگنے کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اسے ذبح کرنا پڑتا ہے، اور اس کا گوشت دیگ میں پکنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (قسط۳)

سنت سمجھنے یا وتر کی ایک رکعت الگ سے پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

مذکورہ اصولی باتوں کے بعد عرض ہے کہ اگر کوئی امام وتروں کی نماز کے تطوع وسنت ہونے کا قائل ہو، جیسا کہ شافعی، مالکی یا حنبلی یا امام ابو یوسف اور امام محمد کے قول کو راجح سمجھنے والا امام، تو بعض مشائخِ حنفیہ نے ایسے امام کی اقتداء میں وتر کو واجب سمجھنے والے کی نمازِ وتر کے عدمِ جواز کو ترجیح دی ہے، لیکن چونکہ جمہور یہاں تک کہ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد) بھی نمازِ وتر کے مسنون ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ اصول نمبر۵ سے معلوم ہوا، اور وتر کے وجوب کی دلیل اشتباہ سے خالی نہیں، اور خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے آخری قول میں احتیاطاً وجوب کو ترجیح دی ہے، اور بعض مشائخِ حنفیہ نے بھی اس صورت میں نمازِ وتر کو جائز قرار دیا ہے۔ [۱]

لہٰذا غور کرنے سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ تطوع اور سنت کے قائل امام کی اقتداء میں وجوب کے قائل

---

[۱] اور وتروں سے متعلق ایک حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عن ابن عمر :أن رجلا، جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يخطب، فقال :كيف صلاة الليل؟ فقال :مثنى مثنى،فإذا خشيت الصبح فأوتر بواحدة، توتر لک ما قد صليت(بخاری، رقم الحديث ۴۷۳)

جس کے متعلق محدثینِ احناف نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے پڑھی ہوئی دو رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر وتر بنا لئے جائیں۔

يحتمل ما ذهبوا إليه، ويحتمل أن يكون ركعة مع شفع تقدمها، وذلک كله وتر، فتكون تلک الركعة توتر الشفع المتقدم لها، وقد بين ذلک آخر حديث الباب الذى احتج به هؤلاء ، وهو قوله :(فأوترت له ما صلى) ، وكذلک قوله فى الحديث الثانى من هذا الباب :(فأوتر بواحدة توتر لک ما قد صليت) ، وآخر حديثهم حجة عليهم(عمدة القارى، ج۴ص ۲۵۲، كتاب الصلاة، باب الحلق والجلوس فى المسجد)

قوله :(توتر لک ما صليت) يدل على أنه يوصلها بالركعتين اللتين قبلها حتى يكون ما صلاه وترا ثلاث ركعات، لأن المراد من قوله :(ما صليت) ، هو الذى صلاه قبل هذه الركعة، ولا يكون هذا وترا إلا إذا انضمت إليه هذه الركعة الواحدة من غير فصل(عمدة القارى، ج۷ص۷، كتاب الوتر)

اور ظاہر ہے کہ پہلی دو رکعتیں صلاۃُ اللیل (تطوع) ہیں، جن کے ساتھ ایک رکعت ملانے سے وتر کو درست قرار دیا جارہا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقتدی کا وتر کی نماز پڑھنا جائز ہے، اور اس سے قبل بندہ نے جو مذکورہ صورت کے عدمِ جواز کو ترجیح دی تھی، بندہ اب اس سے رجوع کرتا ہے۔

پس ایسے امام کی اقتداء میں وتر پڑھ لینے کی گنجائش ہے، جو امام وتر کے تطوع وسنت ہونے کا قائل ہو، اور اس صورت میں بھی وتر صحیح اور ادا ہو جائیں گے۔ ۱؎

والله تعالیٰ اعلم

۱؎ ولو اقتدى الحنفي بمن يرى الوتر سنة يجوز لضعف دليل وجوبه ذكره في "مختصر المحيط" (البناية شرح الهداية، ج ٢ ص ٥٠٢، كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر)

وقال صاحب الإرشاد لا يجوز الاقتداء بالشافعية في الوتر بإجماع أصحابنا ؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل والأول أصح لأن اعتقاد الوجوب ليس بواجب على الحنفي (تبيين الحقائق، ج ١ ص ١٧١، باب الوتر والنوافل)

ولو اقتدى من يرى وجوب الوتر فيه بمن يرى سنيته صح للاتحاد ولا يختلف باختلاف الاعتقاد (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ١ ص ٣٨٣، باب الامامة، شرائط صحة الامامة)

وما في الفتاوى عن ابن الفضل وليس فيما ذكره دليل عليه لأن ما في التجنيس وغيره إنما هو في الفرض القطعي والوتر ليس بفرض قطعي إنما هو واجب ظني ثبت بالسنة فلا يلزم اعتقاد وجوبه للاختلاف فيه فلم يلزم في صحته تعيين وجوبه بل تعيين كونه وترا بل صرح في المحيط والبدائع بأنه ينوي صلاة الوتر والعيدين فقط وصرح بعض المشايخ كما في شرح منية المصلي بأنه لا ينوي في الوتر أنه واجب للاختلاف في وجوبه فظهر بهذا أن المذهب الصحيح صحة الاقتداء بالشافعي في الوتر إن لم يسلم على رأس الركعتين وعدمها إن سلم(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ٢ ص ٤٢، باب الوتر والنوافل)

ليس منه ما لو اقتدى من يرى وجوب الوتر بمن يرى سنيته فإن ذلك صحيح للإتحاد ولا يختلف باختلاف الإعتقاد(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ٢٩١، باب الإمامة)

(فروع)صح اقتداء متنفل بمتنفل، ومن يرى الوتر واجبا بمن يراه سنة(الدرالمختار)

(فروع اقتداء متنفل بمتنفل ومن يرى الوتر واجبا بمن يراه سنة)(قوله بمن يراه سنة) أي بشرط أن يصليه بسلام واحد، لأن الصحيح اعتبار رأي المقتدي، وعلى مقابله يصح مطلقا .وبقي قول ثالث، وهو أنه لا يصح مطلقا وتمامه في ح (ردالمحتار، ج ١ ص ٥٩٠، ٥٩١، باب الامامة)

(وصح الاقتداء فيه) ففي غيره أولى إن لم يتحقق منه ما يفسدها في الأصح كما بسطه في البحر (بشافعي) مثلا (لم يفصله بسلام) لا إن فصله (على الأصح) فيهما للاتحاد وإن اختلف الاعتقاد (و) لذا (ينوب الوتر لا الوتر الواجب كما في العيدين) للاختلاف(الدرالمختار)

(قوله ففي غيره أولى) وجه الأولوية أن النية متحدة في الفرض والنفل، بخلاف الوتر، فهي فيه مختلفة ط أي لأن إمامه ينويه سنة.........(قول على الأصح فيهما) أي في جواز أصل الاقتداء فيه بشافعي وفي اشتراط عدم فصله، خلافا لما في الإرشاد من أنه لا يجوز أصلا بإجماع أصحابنا لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل، وخلافا لما قاله الرازي من أنه يصح وإن فصله ويصلي معه بقية الوتر لأن إمامه لم يخرج بسلامه عنده وهو مجتهد فيه كما لو اقتدى بإمام قد رعف.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو امام دو رکعت پر سلام پھیر کر وتر کی ایک رکعت الگ سے پڑھائے۔

تو کیا ایسے امام کی اقتداء میں حنفی مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی، یا نہیں؟

تو اصول نمبر ایک اور چار کے پیشِ نظر اکثر مشائخِ حنفیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ ایسے امام کی اقتداء میں حنفی شخص کو وتر پڑھنا درست نہیں۔

اور ایسی صورت میں حنفی مقتدی کو چاہئے کہ یا تو تین رکعت ایک سلام سے پڑھانے والے امام کی اقتداء

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :ومعنى كونه لم يخرج بسلامه أن سلامه لم يفسد وتره لأن ما بعده يحسب من الوتر، فكأنه لم يخرج منه، وهذا بناء على قول الهندواني بقرينة قوله كما لو اقتدى إلخ، ومقتضاه أن المعتبر رأى الإمام فقط، وهذا يخالف ما قدمناه آنفا عن نوح أفندى.

(قوله للاتحاد إلخ) علة لصحة الاقتداء .ورد على ما مر عن الإرشاد بما نقله أصحاب الفتاوى عن ابن الفضل أنه يصح الاقتداء لأن كلا يحتاج إلى نية الوتر، فأهدر اختلاف الاعتقاد فى صفة الصلاة، واعتبر مجرد اتحاد النية .اهـ.

واستشكله فى الفتح بأنه اقتداء المفترض بالمتنفل وإن لم يخطر بخاطره عند النية صفة السنية أو غيرها، بل مجرد الوتر كما هو ظاهر إطلاق التجنيس لتقرر النفلية فى اعتقاده .ورده فى البحر بما صرح به فى التجنيس أيضا من أن الإمام إن نوى الوتر وهو يراه سنة جاز الاقتداء كمن صلى الظهر خلف من يرى أن الركوع سنة، وإن نواه بنية التطوع لا يصح الاقتداء لأنه يصير اقتداء المفترض بالمتنفل اهـ ولم يذكر الشارح تعليل اشتراط عدم الفصل بسلام اكتفاء بما أشار إليه قبله من أن الأصح اعتبار اعتقاد المقتدى، والسلام قاطع فى اعتقاده فيفسد اقتداؤه وإن صح شروعه معه إذ لا مانع منه فى الابتداء كما أفاده ح.

(قوله ولذا ينوى) أى لأجل الاختلاف المفهوم من قوله وإن اختلف الاعتقاد ط.

(قوله لا الوتر الواجب) الذى ينبغى أن يفهم من قولهم إنه لا ينوى أنه واجب أنه لا يلزمه تعيين الوجوب لا منعه من ذلك لأنه إن كان حنفيا ينبغى أن ينويه ليطابق اعتقاده، وإن كان غيره فلا تضره تلك النية بحر.

(قوله للاختلاف) أى فى الوجوب والسنية، وهو علة للعيدين فقط، وعلة الوتر قدمها بقوله ولذا لو حذف هذا ما ضر لفهمه من الكاف ط(ردالمحتار، ج ۲ ص۷،۸، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

والتطوع فى العبادات، منه ما هو مطلق كالتهجد والصوم، ومنه ما هو مقيد كصلاة الكسوف والسنن الرواتب مع الفرائض، وكصيام عرفة وعاشوراء .

أما التطوع المطلق، فيصح عند جميع الفقهاء أداؤه دون تعيينه بالنية، وتكفى نية مطلق الصلاة أو مطلق الصوم.

أما التطوع المعين كالرواتب والوتر والتراويح، وصلاة الكسوف والاستسقاء ، وصيام يوم عاشوراء ، فإنه يشترط فيه تعيينه بالنية، وذلك عند المالكية والشافعية والحنابلة وبعض مشايخ الحنفية، غير أن المالكية حددوا المعين عندهم بأنه :الوتر والعيدان وصلاة الكسوف والاستسقاء ورغيبة الفجر، أما غير ذلك فهو من المطلق عندهم .والصحيح المعتمد عند الحنفية أن التطوع المعين أو المقيد يصح دون تعيينه، وأنه يكفى فيه مطلق النية كالتطوع المطلق، وهو ما عليه أكثر مشايخ الحنفية(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲ ص ۱۶۲، ۱۶۳، مادة "تطوع ")

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں نمازِ وتر پڑھے، یا پھر اپنے تین وتر ایک سلام کے ساتھ الگ سے پڑھ لے۔ [1]
اور بہت سے مشائخِ حنفیہ کا اسی کے مطابق عمل رہا ہے۔ [2]

---

[1] ولم يذكر الشارح تعليل اشتراط عدم الفصل بسلام اكتفاء بما أشار إليه قبله من أن الأصح اعتبار اعتقاد المقتدى، والسلام قاطع فى اعتقاده فيفسد اقتداؤه وإن صح شروعه معه إذ لا مانع منه فى الابتداء كما أفاده ح(رد المحتار على الدر المختار، ج ٢ ص ٨،باب الوتر والنوافل)
وقال فى "المحيط" :"ولا يقطع وتره .وقال أبو بكر الرازى :يجوز اقتداء الحنفى بمن يسلم على الركعتين فى الوتر ويصلى معه بقية الوتر؛ لأن إمامه لا يجزئه سلامه عنده لأنه مجتهد فيه، كما لو اقتدى بإمام قد رعف وهو يعتقد أن طهارته باقية؛ لأنه مجتهد فيه فطهارته باقية فى حقه .وقيل لا يصح الاقتداء فى الرعاف والحجامة وبه قال الأكثرون(البناية شرح الهداية، ج٢ ص ٥٠٢، كتاب الصلاة،باب صلاة الوتر)

[2] چنانچہ مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کے ملفوظات میں ہے کہ:

ایک سال حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی معیت میں رمضان شریف مکہ مکرمہ میں گزرا، وہاں ہم لوگ تراویح حرم شریف میں امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ لیتے تھے (کہ تراویح تمام ائمہ کے نزدیک ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہے) مگر وتر کی جماعت اپنی حرم شریف ہی میں الگ کرتے تھے، اس لیے کہ اہلِ حرم وتر دو سلام سے پڑھتے تھے، اور ہم ایک سلام سے۔ کچھ دن بعد ہم لوگوں کو حرم شریف میں وتر کی جماعت الگ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ تو تراویح پڑھ کر حرم سے باہر تشریف لے جاتے اور قیام گاہ پر وتر جماعت سے ادا فرماتے، اور میں حرم شریف ہی میں تنہا وتر بغیر جماعت کے پڑھ لیتا، ایک روز میری موجودگی میں حضرت شیخ نے مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ سے فرمایا کہ مولانا آپ کا کیا ذوق ہے؟ وتر کی نماز تنہا حرم شریف میں پڑھنا پسندیدہ ہے یا حرم سے باہر جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے، گو حرم سے باہر ہی ہو، اس پر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو حرم شریف میں تنہا وتر پڑھ لینا پسند کرتے ہیں، اس کے بعد حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میں پھر بھی تنہا حرم شریف ہی میں وتر پڑھتا رہا، اس لیے کہ حرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے، مگر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وتر کی جماعت صرف رمضان میں ہوتی ہے، غیر رمضان میں وتر جماعت سے نہیں پڑھے جاتے، اس لیے جماعت سے پڑھنا افضل ہے، گو حرم سے باہر ہی ہو (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲؛ مطبوعہ: دارُالھدیٰ کراچی)

اور مولانا بُرہانُ الدین سنبھلی صاحب فرماتے ہیں کہ:

چنانچہ ماضی میں (چاروں مصلی ختم ہونے کے بہت بعد بھی) حرم شریف میں وتر کی جماعت احناف علیٰحدہ کرتے تھے اور اس میں اکثریت یعنی کل حاضرین میں سے زیادہ تعداد، شریک ہوتی تھی، جیسا کہ مولانا قاری حمید الدین صاحب سنبھلی (جو علامہ کشمیری کے شاگرد تھے) نے اپنے سفرنامہ میں نقل کیا ہے، یہ سفرنامہ ''نصف صدی قبل کا سفرنامۂ حج'' کے عنوان سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے، اس کے صفحہ ۵۰ پر ہے:
تمام احناف اس (وتر کی) جماعت سے علیٰحدہ ہو کر ''باب العمرۃ'' کے قریب جمع ہو گئے اور وتر کی اپنی علیٰحدہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لیکن کئی فقہائے کرام اور بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں حنفی مقتدی کے وتر ادا ہوجاتے ہیں، جیسا کہ اصول نمبر ایک اور چار و پانچ سے معلوم ہوا۔

اور اگر کوئی حنفی عالمِ دین دلائل میں غور وفکر کرتے ہوئے اس قول کو راجح قرار دے، اور کوئی عامی شخص اس کے فتوے پر عمل کرے، تو یہ بھی فقہی اُصولوں کے مطابق قابلِ نکیر بات اور باعثِ ملامت عمل نہیں ہے، جیسا کہ اصول نمبر چھ سے معلوم ہوا۔ [1]

تاہم پھر بھی مناسب یہ ہے کہ امام، مقتدیوں کے مسلک کی رعایت کرکے نماز پڑھائے، پس اگر حرمین شریفین وغیرہ میں حنبلی وغیرہ مسلک سے تعلق رکھنے والے ائمۂ کرام ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھائیں، تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ ان کے اور سب فقہائے کرام کے نزدیک وتر کی نماز ادا ہونے کے اقوال کی رعایت ہوجائے، جیسا کہ اصول نمبر دو سے معلوم ہوا۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ جماعت (ان کی جماعت ہوجانے کے بعد) کی، کیونکہ وہ حنبلی کہلاتے ہیں، وہ وتر کی تین رکعتیں دوسلام سے پڑھتے ہیں،......اس لیے حنفی...... وتر کی جماعت علیٰحدہ کرتے ہیں، جب احناف وتر کی جماعت کے لیے علیٰحدہ ہوتے تھے تب معلوم ہوتا تھا کہ ماشاءاللہ احناف کس قدر ہیں، نصف سے زیادہ لوگ الگ ہوجاتے تھے (نصف صدی قبل کا سفرنامۂ حج، صفحہ۵۰؛ مطبوعہ:لکھنؤ) (ماخوذاز: حج وعمرہ کے جدید مسائل اور ان کا حل صفحہ۱۴۶)

[1] ولکن لیتأمل هذا مع ما مر من تجویز الرازی اقتداء الحنفی بمن یسلم من الرکعتین فی الوتر بناء علی أنه لم یخرجه هذا السلام فی اعتقاده مع أنه فی رأی المؤتم قد خرج فلیحرر (منحة الخالق علی البحر الرائق، ج۲ ص ۵۱، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

لو اقتدی خلف الشافعی وسلم الشافعی علی الرکعة الثانیة هو مذهبهم ثم أتم الوتر صح وتر الحنفی عند أبی بکر الرازی وابن وهبان :ولو حنفی قام خلف مسلم ...لشفع ولم یتبع وتم فموتر (العرف الشذی شرح الترمذی للکشمیری، ج ۱ ص ۴۲۳، ابواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الوتر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط۳)

آج کل بہت سے عوام اور اہلِ علم میں زیارتِ قبور کے وقت یعنی قبرستان جا کر یا قبر کے قریب کھڑے ہو کر دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے نہ اٹھانے اور ہاتھ اٹھانے کی صورت میں اپنا رُخ قبلہ کی طرف کیا جائے یا قبر کی طرف کیا جائے؟ ان مختلف پہلوؤں سے یہ مسئلہ زیرِ بحث رہتا ہے، بعض اہلِ علم حضرات کی خواہش پر اس کی تحقیق کی گئی، جو ذیل میں قسط وار نقل کی جا رہی ہے۔

دعاء واستغفار، زیارتِ قبور کے مقاصد ومصالح میں سے ہے

ملحوظ رہے کہ متعدد فقہائے کرام نے میت کے لئے دعاء واستغفار کرنے کو زیارتِ قبور کے مصالح ومقاصد میں ذکر کیا ہے، کیونکہ اس مقصد کے لئے زیارتِ قبور کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی وفعلی احادیث سے ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک امت کا اس پر عمل رہا ہے۔

اور اگرچہ بہت سے فقہائے کرام کی عبارات میں میت کے لئے دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا صراحتاً ذکر نہیں پایا جاتا، لیکن ایک تو ہاتھ اٹھانا مطلقاً دعاء کے آداب میں سے ہے، اس لئے وہ ضمناً اس میں داخل ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد اور بعض دوسرے مواقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں، جن میں ہاتھ اٹھانے کی تصریح نہیں پائی جاتی، مگر اہلِ علم حضرات مذکورہ اصول ہی کی بناء پر ہاتھ اٹھانے کو نہ صرف جائز بلکہ مستحب قرار دیتے ہیں، دوسرے قبرستان میں دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانے کا احادیث میں ثبوت بھی پایا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، اس لئے اس کے ثبوت کا انکار ممکن نہیں۔ [1]

---

[1] فالزيارة للقبور فيها مصلحتان :الدعاء للأموات والترحم عليهم، وتذكر الآخرة والاعتبار(شرح أخصر المختصرات لعبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبرين، ج۱۲ ص ۹، كيفية صلاة الجنازة،زيارة القبور خاصة بالرجال)

لا بأس بزيارة القبور والدعاء للأموات إن كانوا مؤمنين من غير وطء القبور لقول النبي -صلى الله عليه وسلم :-إني كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها فإنها تذكركم الآخرة ، ولعمل الأمة من لدن رسول الله ﷺ إلى يومنا هذا(بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۳۲۰، كتاب الصلاة،فصل بيان وجوب الدفن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رہا یہ شبہ کہ میت کے لئے دعاء اور استغفار تو ہر جگہ سے کیا جاسکتا ہے، جس میں قبر یا قبرستان کی کوئی قید نہیں، پھر اس کو قبرستان میں یا قبر پر حاضری کے مصالح یا مقاصد میں شمار کرنے کا کیا مطلب؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ واقعتاً میت کے لئے دعاء واستغفار ہر جگہ سے کیا جاسکتا ہے، لیکن قبر پر جانے کا ایک مقصد موت کو یاد کرنا اور عبرت وبصیرت کا حاصل کرنا ہے، اور احادیث سے قبر پر جانے کا مقصد میت کے لئے دعاء واستغفار کرنا بھی معلوم ہو چکا، جس کی وجہ یہ ہے کہ قبرستان میں یا قبر کے قریب کھڑے ہو کر جس طرح موت کی یاد کا احساس زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح میت کے لئے دعاء کرنے میں رقّت وتاثیر اور میت کے لئے دعاء واستغفار کی ضرورت کی اہمیت کا زیادہ احساس اور حضورِ قلب زیادہ پایا جاتا ہے، ورنہ تو موت کو بھی ہر جگہ سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر کسی بھی جگہ رہتے ہوئے درود وسلام پڑھا جاسکتا ہے، لیکن ان کی قبور پر جا کر پڑھنے میں رقّت وتاثیر اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر درود وسلام پڑھنے کی اہمیت کا احساس اور حضورِ قلب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار زیادہ پایا جاتا ہے۔

اور آگے آتا ہے کہ عام مومنین کی قبور پر تو ان کے لئے سلامتی واستغفار کی شکل میں دعاء ہوتی ہے، اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور پر اس کے بجائے صلاۃ وسلام کی شکل میں دعاء ہوتی ہے۔ [1]

شرعی اور غیر شرعی زیارتِ قبور کی دو قسمیں

مگر یہ تمام بحث اس دعاء کے متعلق ہے، جس میں دعاء واستغفار میت کے لئے مقصود ہو، جس طرح سے نمازِ جنازہ میں دعاء واستغفار میت کے لئے مقصود ہوتا ہے، اور اس میں میت کا فائدہ ہوتا ہے، نہ کہ دعاء کرنے والے کا، البتہ اس کو دعاء کرنے پر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اور اگر میت سے حاجات کا طلب کرنا یا وہاں جا کر اپنے مقاصد کی دعاؤں کے لازمی طور پر قبول ہونے کی

---

[1] فلا حرج أن يزور الإنسان قبر والده ووالدته ويسلم عليهما ويدعو ويستغفر لهما ويترحم عليهما وهو من البر؛ لما فيه من الاشتمال على الدعاء والاستغفار والترحم، وقد عدّ النبى صلى الله عليه وسلم الدعاء للوالدين والاستغفار لهما من البر، وفي الحديث :(يا رسول الله !هل بقى من برى لوالدى شىء أبرهما به بعد موتهما؟ قال :نعم :الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما).
وقوله :(الصلاة عليهما) لا شك أن الدعاء عند وقوفه على القبر أبلغ تأثراً، وأبلغ حضوراً للقلب واستشعاراً لحاجة الميت للدعاء ، بخلاف ما إذا ذكره وهو بعيدٌ عن قبره، فلا حرج إذا زار أو خص قبر الوالد والوالدة بالزيارة والسلام عليه والدعاء له، وهو إن شاء الله مأجورٌ على ذلک والله تعالى أعلم(شرح زاد المستقنع،للشنقيطى،كتاب الصلاة، باب الصلاة على الميت)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تاثیر کا عقیدہ ہو یا اسی طرح کی کوئی اور خرابی ہو، تو یہ نہ تو جائز ہے، اور نہ ہی شرعی زیارتِ قبور میں داخل ہے، بلکہ زمانۂ جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ اور دیگر کتب میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اور انہوں نے فرمایا کہ زیارتِ قبور کی دو قسمیں ہیں، ایک شرعی، جس کو اہلِ توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اختیار کرتے ہیں، اور یہ مسنون و مستحب عمل ہے، اور دوسری غیر شرعی، جس کو اہلِ بدعت اور اہلِ شرک اختیار کرتے ہیں۔

شرعی زیارتِ قبور کا طریقہ یہ ہے کہ میت پر سلام کیا جائے، اور اس کے لئے مغفرت وغیرہ کی دعاء کی جائے، اس زیارتِ قبور کی حیثیت ایسی ہے، جیسا کہ فوت ہونے کے بعد میت کا نمازِ جنازہ پڑھنا کہ جس میں میت کے لئے دعاء کا قصد ہوتا ہے، اور داعی کو اس کی قبر پر دعاء کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ نمازِ جنازہ پڑھنے والے کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

زیارتِ قبور کا یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک اہلِ حق میں رائج رہا ہے۔ [1]

---

[1] وأما "زيارة القبور المشروعة "فهو أن يسلم على الميت ويدعو له بمنزلة الصلاة على جنازته كما كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم يعلم أصحابه إذا زارو القبور أن يقولوا " :(سلام عليكم أهل دار قوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستأخرين نسأل الله لنا ولكم العافية اللهم لا تحرمنا أجرهم ولا تفتنا بعدهم) وروى عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال " :(ما من رجل يمر بقبر رجل كان يعرفه فى الدنيا فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام) . والله تعالى يثيب الحى إذا دعا للميت المؤمن كما يثيبه إذا صلى على جنازته :ولهذا نهى النبى صلى الله عليه وآله وسلم أن يفعل ذلک بالمنافقين .فقال عز من قائل :(ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره) فليس فى الزيارة الشرعية حاجة الحى إلى الميت ولا مسألته ولا توسله به؛ بل فيها منفعة الحى للميت كالصلاة عليه والله تعالى يرحم هذا بدعاء هذا وإحسانه إليه ويثيب هذا على عمله فإنه ثبت فى الصحيح عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال " :(إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث :صدقة جارية أو علم ينتفع به من بعده أو ولد صالح يدعو له)(مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج۲۷ص ۷۰، ۷۱، الفقه، الزيارة،زيارة القبور المشروعة)

وأما القبور التى فى المشاهد وغيرها، فالسنة لمن زارها أن يسلم على الميت، ويدعو له بمنزلة الصلاة على الجنائز، كما كان النبى -صلى الله عليه وسلم -يعلم أصحابه أن يقولوا إذا زاروا القبور :السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين، والمسلمين، وإنا إن شاء الله بكم عن قريب لاحقون، ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم، والمستأخرين، نسأل الله لنا ولكم العافية، اللهم لا تحرمنا أجرهم، ولا تفتنا بعدهم واغفر لنا ولهم .
وأما التمسح بالقبر، أو الصلاة عنده، أو قصده لأجل الدعاء عنده، معتقدا أن الدعاء هناک أفضل من الدعاء فى غيره، أو النذر له ونحو ذلک، فليس هذا من دين المسلمين، بل هو مما أحدث من البدع القبيحة، التى هى من شعب الشرک، والله أعلم وأحكم(الفتاوىٰ الكبرىٰ لابنِ تيمية، ج۳ص ۳۶،۳۷، كتاب الجنائز، القراء ة للميت)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

اور غیر شرعی زیارتِ قبور وہ ہے، جس کا مقصود میت سے اپنی حاجات کو طلب کرنا اور وہاں جا کر دعاء کی لازمی قبولیت وغیرہ کا عقیدہ ہوتا ہے، یا اسی طرح کا اور کوئی غلط عقیدہ یا عمل ہوتا ہے، جس کے لئے بہت سے لوگ دور دراز سے خاص اہتمام کے ساتھ سفر کر کے جاتے ہیں، اور مختلف بے اعتدالیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، اور یہ طریقہ بدعتِ منکرہ میں داخل ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام وسلف سے ثابت نہیں۔ [1]

---

[1] البتہ علامہ ابنِ تیمیہ کے زیارتِ قبورِ صالحین کے لئے ''شدّ رحال'' کے مسئلہ میں جمہور علماء کا اختلاف ہے۔

فمما يدخل في هذا قصد القبور للدعاء عندها أو لها فإن الدعاء عند القبور وغيرها من الأماكن ينقسم إلى نوعين

أحدهما أن يحصل الدعاء في البقعة بحكم الاتفاق لا لقصد الدعاء فيها كمن يدعو الله في طريقه ويتفق أن يمر بالقبور أو من يزورها فيسلم عليها ويسأل الله العافية له وللموتى كما جاء ت به السنة فهذا ونحوه لا بأس به الثاني أن يتحرى الدعاء عندها بحيث يستشعر أن الدعاء هناك أجوب منه في غيره فهذا النوع منهي عنه إما نهي تحريم أو تنزيه وهو إلى التحريم أقرب والفرق بين البابين ظاهر (اقتضاء الصراط المستقيم لابنِ تيمية، ج۲ص۱۹۵،فصل في النوع الثاني من الأمكنة، الدعاء عند القبور)

وزيارة القبور على وجهين :زيارة أهل التوحيد المتبعين للرسل، وزيارة أهل البدع والشرك.

فالأولى مقصودها أن يسلم على الميت ويدعى له، وزيارة قبره بمنزلة الصلاة عليه إذا مات، يقصد بها الدعاء له، والله سبحانه يثيب هذا الداعي له عند قبره كما يثيب الداعي إذا صلى عليه وهو على سريره .والثانية مقصودها أن يطلب منه الحوائج، أو يقسم على الله، أو يظن أن دعاء الله عند قبره أقرب إلى الإجابة، فهذا كله من البدع المنكرة باتفاق أئمة المسلمين، ولم يكن شيء من هذا على عهد الرسول -صلى الله عليه وسلم -وأصحابه والتابعين لهم بإحسان(منهاج السنة النبوية لابنِ تيمية، ج۲ص۴۳۸،الفصل الثاني في أن مذهب الإمامية واجب الاتباع،التعليق على قوله وأن الأنبياء معصومون من الخطأ والسهو،غلو الرافضة أدخلهم فيما حرمه الله من العبادات الشركية)

فكما أن المقصود بالصلاة على الميت الدعاء له؛فالمقصود بزيارة قبره الدعاء له كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصحيح والسنن والمسند "أنه كان يعلم أصحابه إذا زاروا القبور، أن يقول قائلهم : السلام عليكم أهل دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون .ويرحم الله المستقدمين مناومنكم والمستأخرين، نسأل الله لنا ولكم العافية، اللهم لا تحرمنا أجرهم ولا تفتنا بعدهم، واغفر لنا ولهم .

فهذا دعاء خاص للميت، كما في دعاء الصلاة على الجنازة الدعاء العام والخاص اللهم اغفر لحينا وميتنا، وشاهدنا وغائبنا، وصغيرنا وكبيرنا، وذكرنا وأنثانا، إنك تعلم متقلبنا ومثوانا أي ثم يخص الميت بالدعاء .

قال الله تعالى في حق المنافقين :(ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره إنهم كفروا بالله ورسوله)الآية.

فلما نهى الله نبيه صلى الله عليه وسلم عن الصلاة عليهم والقيام على قبورهم -لأجل كفرهم -دل ذلك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

علامہ ابنِ تیمیہ کی یہ تقسیم اصولی اعتبار سے صحیح ہے۔

اورعلامہ ابنِ تیمیہ کے شاگرد علامہ ابنِ قیم نے شرعی زیارتِ قبور یا موحدین کی زیارتِ قبور کے مقاصد میں آخرت کو یاد کرنا اور عبرت وبصیرت کا حاصل کرنا، اور صاحبِ قبر کے لئے رحمت اور استغفار اور اس کے لئے عافیت کی دعاء کرکے، اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا، اور اس کے ساتھ تعلق کو نہ چھوڑنا، اور اس کے ساتھ انسیت کو برقرار رکھنا وغیرہ، اور سنت کی اتباع کرنا بتلایا ہے۔

اور غیر شرعی یا مشرکین کی زیارتِ قبور کا معاملہ اس کے برعکس ہے، جنہوں نے زیارتِ قبور کے مقصد کو میت کے ساتھ شرک کرکے اور (اور اللہ کے بجائے) میت سے دعاء کرکے اور اس سے اپنی حوائج کا سوال کرکے، اور اس طرح کے دیگر غلط عقائد وحرکات کے ساتھ بدل دیا، اور اس طرح سے انہوں نے شرعی زیارتِ قبور کے طریقہ کی برکات سے اپنے آپ کو محروم کرلیا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بطريق التعليل والمفهوم على أن المؤمن يصلى عليه ويقام على قبره .ولهذا فى السنن :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا دفن الرجل من أصحابه يقوم على قبره، ثم يقول " :سلوا له التثبيت، فإنه الآن يسأل .

فأما أن يقصد بالزيارة :سؤال الميت، أو الإقسام به على الله، أو استجابة الدعاء عند تلك البقعة، فهذا لم يكن من فعل أحد من سلف الأمة، لا الصحابة ولا التابعين لهم بإحسان، وإنما حدث ذلك بعد ذلك(اقتضاء الصراط المستقيم لابنِ تيمية، ج۲ص ۲۹۳، ۲۹۴، فصل فى مقامات الأنبياء وحكم قصدها)

وأصل هذا أن قول القائل إن الدعاء مستجاب عند قبور الأنبياء والصالحين قول ليس له أصل فى كتاب الله، ولا سنة رسوله، ولا قاله أحد من الصحابة، ولا التابعين لهم بإحسان، ولا أحد من أئمة المسلمين المشهورين بالإمامة فى الدين :كمالك، والثورى، والأوزاعى، والليث بن سعد، وأبى حنيفة، والشافعى، وأحمد بن حنبل، وإسحاق بن راهويه، وأبى عبيدة .ولا مشايخهم الذين يقتدى بهم :كالفضيل بن عياض، وإبراهيم بن أدهم، وأبى سليمان الدارانى، وأمثالهم.

ولم يكن فى الصحابة والتابعين والأئمة والمشايخ المتقدمين من يقول إن الدعاء مستجاب عند قبور الأنبياء والصالحين، ولا مطلقا ولا معينا، ولا فيهم من قال إن دعاء الإنسان عند قبور الأنبياء والصالحين أفضل من دعائه فى غير تلك البقعة، ولا أن الصلاة فى تلك البقعة أفضل من الصلاة فى غيرها، ولا فيهم من كان يتحرى الدعاء ولا الصلاة عند هذه القبور(الفتاوىٰ الكبرىٰ لابنِ تيمية، ج۲ص ۴۲۶، كتاب الذكر والدعاء، مسألة قول بعض العلماء إن الدعاء مستجاب عند قبور أربعة)

[1] الذى شرعه الرسول ﷺ عند زيارة القبور :إنما هو تذكر الآخرة، والإحسان إلى المزور بالدعاء له، والترحم عليه، والاستغفار له، وسؤال العافية له .فيكون الزائر محسنا إلى نفسه وإلى الميت، فقلب هؤلاء المشركون الأمر، وعكسوا الدين وجعلوا المقصود بالزيارة الشرك بالميت، ودعاءه والدعاء به، وسؤاله حوائجهم، واستنزال البركات منه، ونصره لهم على الأعداء ونحو ذلك .فصاوروا مسيئين إلى نفوسهم وإلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ انبیاء وصلحاء کی قبور کی زیارت کے لئے جانا اور وہاں جا کران کے لئے مغفرت، سلامتی ورحمت کی دعاء کرنے کے ساتھ ساتھ ضمناً اپنے لئے اللہ سے مغفرت، سلامتی ورحمت کی دعاء کرنا جائز ہے، جیسا کہ متعدد احادیث میں میت کے ساتھ اپنے لئے بھی اس طرح کی دعاء کا ذکر آیا ہے، بشرطیکہ دعاء اللہ ہی سے کی جائے، صاحبِ قبر سے دعاء نہ کی جائے، اور نہ ہی کوئی دوسرا غلط عقیدہ یا عمل شامل ہو، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ بزرگوں کے مشہور مزارات پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الميت ولو لم يكن إلا بحرمانه بركة ما شرعه الله تعالى من الدعاء له والترحم عليه والاستغفار له(إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان لابن القيم ،ج ۱ ص ۱۹۸ ،الباب الثالث عشر: في مكايد الشيطان التي يكيد بها ابن آدم)

فصل في الفرق بين زيارة الموحدين للقبور، وزيارة المشركين: أما زيارة الموحدين :فمقصودها ثلاثة أشياء : أحدها :تذكر الآخرة والاعتبار والاتعاظ .وقد أشار النبي ﷺ إلى ذلك بقوله" :زوروا القبور، فإنها تذكركم الآخرة."الثاني :الإحسان إلى الميت، وأن لا يطول عهده به، فيهجره، ويتناساه، كما إذا ترك زيارة الحي مدة طويلة تناساه، فإذا زار الحي فرح بزيارته وسر بذلك، فالميت أولى .لأنه قد صار في دار قد هجر أهلها إخوانهم وأهلهم ومعارفهم، فإذا زاره وأهدى إليه هدية :من دعائه، أو صدقة، أو أهدى قربة، ازداد بذلك سروره وفرحه، كما يسر الحي بمن يزوره ويهدى له .ولهذا شرع النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم للزائرين أن يدعوا لأهل القبور بالمغفرة والرحمة، وسؤال العافية فقط .ولم يشرع أن يدعوهم، ولا يدعوا بهم، ولا يصلى عندهم . الثالث :إحسان الزائر إلى نفسه باتباع السنة، والوقوف عند ما شرعه الرسول ﷺ، فيحسن إلى نفسه وإلى المزور. وأما الزيارة الشركية فأصلها مأخوذ عن عباد الأصنام (ايضاً، ج ۱، ص ۲۱۸)

[1] شد الرحال لزيارة القبور:

ذهب جمهور العلماء إلى أنه يجوز شد الرحل لزيارة القبور، لعموم الأدلة، وخصوصا قبور الأنبياء والصالحين.

ومنع منه بعض الشافعية، وابن تيمية -من الحنابلة -لقوله صلى الله عليه وسلم :لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد :مسجدي هذا، والمسجد الحرام، والمسجد الأقصى، وأخرج أحمد في المسند عن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث قال :لقي أبو بصرة الغفاري أبا هريرة، وهو جاء من الطور فقال :من أين أقبلت؟ قال : من الطور، صليت فيه .قال :أما لو أدركتك قبل أن ترحل

إليه ما رحلت، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد : المسجد الحرام، ومسجدي هذا، والمسجد الأقصى . ونقل ابن تيمية هذا المذهب عن بعض الصحابة والتابعين.

وحمل القائلون بالجواز الحديث على أنه خاص بالمساجد، فلا تشد الرحال إلا لثلاثة منها .بدليل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لیکن اگر کچھ لوگ زیارتِ قبور کے موقع پر بعض منکرات کو اختیار کرتے ہوں، خواہ وہ عام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جواز شد الرحال لطلب العلم وللتجارة، وفي رواية لا ينبغي للمطي أن تشد رحاله إلى مسجد ينبغي فيه الصلاة غير المسجد الحرام والمسجد الأقصى ومسجدى هذا.

زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم:

لا خلاف بين العلماء فى استحباب زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم وفى زيارة قبور الأنبياء والأولياء تفصيل ينظر فى (زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص ۸۹،مادة "زيارة")

واختلف العلماء فى شد الرحال وإعمال المطى إلى غير المساجد الثلاثة كالذهاب إلى قبور الصالحين وإلى المواضع الفاضلة ونحو ذلك فقال الشيخ أبو محمد الجوينى من أصحابنا هو حرام وهو الذى أشار القاضى عياض إلى اختياره والصحيح عند أصحابنا وهو الذى اختاره إمام الحرمين والمحققون أنه لا يحرم ولا يكره قالوا والمراد أن الفضيلة التامة إنما هى فى شد الرحال إلى هذه الثلاثة خاصة والله أعلم(النووى ،كتاب الحج ،باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره)

ثم يجلس فى قبلة الميت ويستقبله بوجهه، وهو مخير فى أن يجلس فى ناحية رجليه إلى رأسه، أو قبالة وجهه، ثم يثنى على الله تعالى بما حضره من الثناء ، ثم يصلى على النبى -صلى الله عليه وسلم الصلاة المشروعة، ثم يدعو للميت بما أمكنه، وكذلك يدعو عند هذه القبور عند نازلة نزلت به، أو بالمسلمين ويتضرع إلى الله تعالى فى زوالها وكشفها عنه وعنهم، وهذه صفة زيارة القبور عموما.

فإن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل إلى الله تعالى به، وكذلك يتوسل الزائر بمن يراه الميت ممن ترجى بركته إلى النبى -صلى الله عليه وسلم بل يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبى -صلى الله عليه وسلم -، إذ هو العمدة فى التوسل، والأصل فى هذا كله، والمشروع له فيتوسل به -صلى الله عليه وسلم - وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين .

بل يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبى -صلى الله عليه وسلم -، إذ هو العمدة فى التوسل، والأصل فى هذا كله، والمشروع له فيتوسل به -صلى الله عليه وسلم -وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين، وقد روى البخارى عن أنس -رضى الله عنه -(أن عمر بن الخطاب -رضى الله عنه -كان إذا قحطوا استسقى بالعباس فقال : اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبيك -صلى الله عليه وسلم -فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعم نبيك فاسقنا فيسقون) انتهى.

ثم يتوسل بأهل تلك المقابر أعنى بالصالحين منهم فى قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه، ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشايخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم وذريتهم إلى يوم الدين ولمن غاب عنه من إخوانه ويجأر إلى الله تعالى بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم إلى الله تعالى؛ لأنه سبحانه وتعالى اجتباهم وشرفهم وكرمهم فكما نفع بهم فى الدنيا ففى الآخرة أكثر، فمن أراد حاجة فليذهب إليهم ويتوسل بهم، فإنهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه، وقد تقرر فى الشرع وعلم ما لله تعالى بهم من الاعتناء ، وذلك كثير مشهور، وما زال الناس من العلماء ، والأكابر كابرا عن كابر مشرقا ومغربا يتبركون بزيارة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مومنین کی قبور ہوں یا اولیائے کرام کی قبور ہوں، تو ان منکرات کا انکار کیا جائے گا، اور حتی الامکان ان کے ازالہ کی کوشش کی جائے گی، مگر اس کی وجہ سے شرعی اور جائز طریقہ پر زیارتِ قبور کے عمل کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ [1]

ملحوظ رہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور پر ان کے لئے دعاء کرنا درود وسلام کی شکل میں ہوتا ہے، اور دیگر مسلمانوں کی قبور پر ان کے لئے دعاء کرنا سلام کے ساتھ ساتھ استغفار کی شکل میں بھی ہوتا ہے۔ (جاری ہے)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قبورهم ويجدون بركة ذلك حسا ومعنى، وقد ذكر الشيخ الإمام أبو عبد الله بن النعمان -رحمه الله- في كتابه المسمى بسفينة النجاء لأهل الالتجاء في كرامات الشيخ أبي النجاء في أثناء كلامه على ذلك ما هذا لفظه: تحقق لذوي البصائر، والاعتبار أن زيارة قبور الصالحين محبوبة لأجل التبرك مع الاعتبار، فإن بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين، والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين انتهى، ولا يعترض على ما ذكر من أن من كانت له حاجة فليذهب إليهم وليتوسل بهم بقوله -عليه الصلاة والسلام-: لا تشد الرحال إلا لثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدي، والمسجد الأقصى انتهى.

وقد قال الإمام الجليل أبو حامد الغزالي -رحمه الله تعالى- في كتاب آداب السفر من كتاب الإحياء له ما هذا نصه: القسم الثاني: وهو أن يسافر لأجل العبادة إما لجهاد، أو حج إلى أن قال: ويدخل في جملته زيارة قبور الأنبياء وقبور الصحابة، والتابعين وسائر العلماء، والأولياء، وكل من يتبرك بمشاهدته في حياته يتبرك بزيارته بعد وفاته ويجوز شد الرحال لهذا الغرض، ولا يمنع من هذا قوله -صلى الله عليه وسلم- لا تشد الرحال إلا لثلاث مساجد المسجد الحرام ومسجدي، والمسجد الأقصى.

لأن ذلك في المساجد؛ لأنها متماثلة بعد هذه المساجد، وإلا فلا فرق بين زيارة الأنبياء، والأولياء، والعلماء في أصل الفضل، وإن كان يتفاوت في الدرجات تفاوتا عظيما بحسب اختلاف درجاتهم عند الله عز وجل، والله تعالى أعلم (المدخل، لابن الحاج، ج ۱ ص ۲۵۵ الیٰ ۲۵۶، فصل التوسل بالنبي ﷺ)

[1] (وسئل) - رضي الله عنه - عن زيارة قبور الأولياء في زمن معين مع الرحلة إليها هل يجوز مع أنه يجتمع عند تلك القبور مفاسد كثيرة كاختلاط النساء بالرجال وإسراج السرج الكثيرة وغير ذلك؟

(فأجاب) بقوله زيارة قبور الأولياء قربة مستحبة وكذا الرحلة إليها وقول الشيخ أبي محمد لا تستحب الرحلة إلا لزيارته -صلى الله عليه وسلم- رده الغزالي بأنه قاس ذلك على منع الرحلة لغير المساجد الثلاثة مع وضوح الفرق فإن ما عدا تلك المساجد الثلاثة مستوية في الفضل فلا فائدة في الرحلة إليها وأما الأولياء فإنهم متفاوتون في القرب من الله تعالى ونفع الزائرين بحسب معارفهم وأسرارهم فكان للرحلة إليهم فائدة أي فائدة فمن ثم سنت الرحلة إليهم للرجال فقط

بقصد ذلك وانعقد نذرها كما بسطت الكلام على ذلك في شرح العباب بما لا مزيد على حسنه وتحريره وما أشار إليه السائل من تلك البدع أو المحرمات فالقربات لا تترك لمثل ذلك بل على الإنسان فعلها وإنكار البدع بل وإزالتها إن أمكنه (الفتاوى الفقهية الكبرى، لمحمد بن علي بن حجر الهيتمي، ج ۲ ص ۲۴، كتاب الصلاة، باب الجنائز)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: بارہویں وآخری قسط) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا قتل اور وفاتِ آدم

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کی دھمکی دی، تو ہابیل نے جواب میں بڑی اچھی بات کہی کہ اگر تو میرے قتل کا اقدام کرے گا، تو میں تیرے قتل کا جوابی اقدام نہیں کرنے کا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَئِنۡ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقۡتُلَنِیۡ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ. اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَاِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ (سورة المائدة، رقم الآية ۲۸،۲۹)

یعنی ”اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور جہنم والے لوگوں میں بن جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے“

مفسرین نے لکھا ہے کہ ہابیل، قابیل سے قوت اور طاقت میں زیادہ تھا لیکن اس نے مقتول ہو جانا گوارہ کرلیا، اور اپنے بھائی پر ہاتھ اٹھانا گوارہ نہ کیا، جبکہ قابیل کے سر پر خون سوار تھا، اس کا خون سفید ہوگیا تھا، وہ بھائی کو قتل کر کے ہی رہا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَطَوَّعَتۡ لَہٗ نَفۡسُہٗ قَتۡلَ اَخِیۡہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (سورة المائدة، رقم الآية ۳۰)

یعنی ”پھر اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے خون پر راضی کرلیا پھر اسے مار ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا“

Idara Ghufran

یہ انسانی تاریخ کا سب سے اولین قتل تھا، اس طرح قابیل انسانی دنیا میں دستور خون ریزی کا بانی مبانی ہوا، اس کی پاداش میں قیامت تک جو بھی قتل ہوتا رہے، اس کا وبال قابیل پر بھی برابر ہوگا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ(بخاری، رقم الحدیث ۳۳۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب بھی دنیا میں) کوئی ناحق قتل ہوتا ہے تو اس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے بیٹے (یعنی قابیل) پر ضرور ہوتا ہے کیونکہ اسی نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا (بخاری)

قابیل کا جنون جب ختم ہوا تو اب اس کو مردہ بھائی کی لاش کی فکر ہوئی کہ اس کا کیا کیا جائے، کیونکہ اس وقت تک کوئی فوتیدگی نہ ہونے کی وجہ سے دفن کرنے کا طریقہ جاری نہیں ہوا تھا، قابیل لاش کو اپنی پشت پر اٹھائے پھرتا رہا اور اس کے لئے کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی، یکا یک کیا دیکھا کہ ایک کوّے نے زمین کو کرید کرید کر ایک گڑھا بنایا اور اس کے بعد ایک مردہ کوّے کو اس میں چھپا دیا، قابیل کو بھی یہ طریقہ سوجھ گیا، اس نے زمین کھود کر اس میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپا دیا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (سورة المائدة، رقم الآية ۳۱)

یعنی "پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے، وہ بولا افسوس مجھ پر! میں اس کوے کی طرح بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا، غرضیکہ وہ اس پر پشیمان ہوا"

اس واقعے کے بعد بعض روایات کے مطابق قابیل حواس باختہ اور باؤلا سا ہو گیا اور اس کا جسم سیاہ پڑ گیا اور اسی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔

بعض تفسیری روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے جب ہابیل کو قتل کیا، تو وہ اس کی لاش کو چالیس دن اٹھائے

Idara Ghufran

پھرتا رہا، کہ اس کا کیا کرے۔ ۱

حضرت آدم کی عمر اور وفات

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے بارے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض روایات کے مطابق حضرت آدم کی عمر ایک ہزار سال تھی، اور بعض روایات کے مطابق نوسوتیس سال تھی۔ ۲

مورخین کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی وفات جمعہ کے دن ہوئی، وفات کے قریب آپ نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو بلایا اور ان کو دن ورات کی ساعات کے بارے میں بتلایا، اور ان اوقات کی عبادات کے بارے میں تعلیم فرمائی۔

آپ کے دفن کے مقام کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ آپ کو اسی پہاڑی پر دفن کیا گیا، جس پر آپ کو

---

۱ قال ابن عباس قتله على جبل نود وقيل عند عقبة حراء فلما قتله تركه بالعراء ولم يدر ما يصنع به لانه كان أول ميت على وجه الأرض من بنى آدم وقصده السباع فجعله فى جراب على ظهره أربعين يوما وقال ابن عباس سنة حتى تعير وعكفت عليه الطير والسباع تنتظر متى يرمى به فتاكله فبعث الله غرابين فاقتتلا فقتل أحدهما صاحبه ثم حفر له بمنقاره وبرجله حتى مكن له ثم ألقاه فى الحفرة وواراه وقابيل ينظر اليه وذلك قوله تعالى(التفسير المظهرى، ج۳ص ۸۱، سورة المائدة)

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ فَضَالَةَ، قَالَ: لَمَّا قَتَلَ قَابِيلُ هَابِيلَ مَسَخَ اللَّهُ عَقْلَهُ، وَخَلَعَ فُؤَادَهُ، فَلَمْ يَزَلْ تَائِهًا حَتَّى مَاتَ (الفتن لنعيم بن حماد، رقم الرواية ۱۱۸)

وروى انه لما قتله اسود جسده فسأله آدم عن أخيه فقال ما كنت عليه وكيلا فقال بل قتلته ولذلك اسود جسدك وتبرأ عنه ومكث بعد ذلك مائة سنة لا يضحك (التفسير المظهرى، ج۳ص ۸۲، سورة المائدة)

۲ بعض حضرات نے ان دونوں اقوال میں تطبیق بھی کی ہے کہ جنت سے زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام زمین میں نوسوتیس سال رہے، اور نوسوتیس سال والا قول اس پر محمول ہے کہ اس سے اگر شمسی سال مراد لئے جائیں، تو یہ قمری نوسوستاون سال بنتے ہیں، اور زمین پر اترنے سے پہلے جنت میں تینتالیس سال رہے، اس طرح سے کل ہزار سال ہو جاتے ہیں۔

واختلف فى مقدار عمره عليه السلام: فقدمنا فى الحديث عن ابن عباس وأبى هريرة مرفوعا: أن عمره اكتتب فى اللوح المحفوظ ألف سنة.

وهذا لا يعارضه ما فى التوراة من أنه عاش تسعمائة وثلاثين سنة، لأن قولهم هذا مطعون فيه مردود، إذا خالف الحق الذى بأيدينا مما هو المحفوظ عن المعصوم.

وأيضا فإن قولهم هذا يمكن الجمع بينه وبين ما فى الحديث ;فإن ما فى التوراة إن كان محفوظا -محمول على مدة مقامه فى الأرض بعد الإهباط، وذلك تسعمائة (سنة) وثلاثون سنة شمسية، وهى بالقمرية تسعمائة وسبع وخمسون سنة، ويضاف إلى ذلك ثلاث وأربعون سنة مدة مقامه فى الجنة قبل الإهباط على ما ذكره ابن جرير وغيره، فيكون الجميع ألف سنة.

وقال عطاء الخراسانى: لما مات آدم بكت الخلائق عليه سبعة أيام، رواه ابن عساكر(قصص الانبياء لابن كثير، ص ۶۹،ذكر وفاة آدم ووصيته إلى ابنه شيث عليه السلام)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جنت سے اتارا گیا تھا، اور بعض حضرات کے نزدیک مکہ مکرمہ میں ''جبل ابی قبیس'' کی پہاڑی پر آپ دفن ہوئے۔ [1]

آپ کی وفات کے ایک سال بعد حضرت حواء کی بھی وفات ہوگئی۔ [2]

---

[1] اور بقول ابنِ جریر جب حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان آیا، تو اس زمانے میں آپ اور حضرت حوا کے تابوت کو حضرت نوح نے منتقل کر کے بیت المقدس میں دفن کر دیا تھا۔

قال محمد بن إسحاق :ولما حضرت آدم الوفاة عهد إلى ابنه شيث وعلمه ساعات الليل والنهار، وعلمه عبادات تلک الساعات، وأعلمه بوقوع الطوفان بعد ذلک.

قال :ويقال إن أنساب بني آدم اليوم كلها تنهي إلى شيث، وسائر أولاد آدم غيره انقرضوا وبادوا. والله أعلم.

ولما توفى آدم عليه السلام -وكان ذلک يوم الجمعة -جاء ته الملائكة بحنوط، وكفن من عند الله عزوجل من الجنة، وعزوا فيه ابنه ووصيه شيثا عليه السلام.

قال ابن إسحاق :وكسفت الشمس والقمر سبعة أيام بليا ليهن.

وقد قال عبد الله ابن الإمام أحمد :حدثنا هدبة بن خالد، حدثنا حماد بن سلمة، عن حميد، عن حنوطه، ومعهم الفؤوس والمساحي والمكاتل، فقالوا لهم :يا بني آدم ما تريدون وما تطلبون؟ أو ما تريدون وأين تطلبون؟ قالوا :أبونا مريض واشتهى من ثمار الجنة، فقالوا لهم :ارجعوا فقد قضى أبوكم.

فجاء وا فلما رأتهم حواء عرفتهم فلاذت بآدم، فقال :إليک عني فإني إنما أتيت من قبلک، فخلي بيني وبين ملائكة ربي عزوجل.

فقبضوه وغسلوه وكفنوه وحنطوه، وحفروا له ولحدوه وصلوا عليه ثم أدخلوه قبره فوضعوه في قبره، ثم حثوا عليه، ثم قالوا :يا بني آدم هذه سنتكم.

إسناد صحيح إليه.

وروى ابن عساكر من طريق شيبان بن فروخ، عن محمد بن زياد، عن ميمون بن مهران، عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :كبرت الملائكة على آدم أربعا، وكبر أبو بكر على فاطمة أربعا، وكبر عمر على أبي بكر أربعا، وكبر صهيب على عمر أربعا "قال ابن عساكر :ورواه غيره عن ميمون فقال عن ابن عمر.

واختلفوا في موضع دفنه :فالمشهور أنه دفن عند الجبل الذي أهبط فيه 1)) في الهند، وقيل بجبل أبي قبيس بمكة.

ويقال إن نوحا عليه السلام لما كان زمن الطوفان حمله هو وحواء في تابوت، فدفنهما ببيت المقدس.

حكى ذلک ابن جرير.

وروى ابن عساكر عن بعضهم أنه قال :رأسه عند مسجد إبراهيم ورجلاه عند صخرة بيت المقدس(قصص الانبياء لابنِ كثير، ص ٦٩،ذكر وفاة آدم ووصيته إلى ابنه شيث عليه السلام)

[2] وقد ماتت بعده حواء بسنه واحدة(قصص الانبياء لابنِ كثير، ص ٦٩،ذكر وفاة آدم ووصيته إلى ابنه شيث عليه السلام)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق اور فوائد

......انسان کو کبھی زندگی میں ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو آئندہ گنہگاروں کے لئے مثال اور نمونہ بن جائے، کیونکہ جو شخص کسی گناہ کے طریقہ کا بانی بنتا ہے تو آئندہ چل کر قیامت تک جو بھی اس گناہ میں مبتلا ہوگا، اس گناہ کا وبال اس کے جاری کرنے والے کے سر پر بھی ہوگا۔

چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: جس نے اسلام میں نیکی کا کوئی طریقہ چلایا (خیر کے کسی باب کا اجراء کیا) تو اس کو اپنی اس نیکی کا ثواب بھی ملے گا اور اس کے بعد جو اور لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے عمل کا بھی اجر و ثواب اس کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان عاملین کے ثواب میں سے کچھ کمی ہو، اور اسلام میں جس نے کسی برائی کو جاری کیا، تو اس پر اپنی اس برائی کا وبال ہوگا اور اُس کے بعد جتنے لوگ بھی اس برائی کو اختیار کریں گے، ان سب کے گناہوں کا بوجھ بھی اس پر ڈالا جائے گا، بغیر اس کے کہ ان کے اپنے بوجھوں میں کوئی کمی ہو (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلٰی هُدًی، کَانَ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَیْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰی ضَلَالَةٍ، کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ آثَامِهِمْ شَیْئًا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کو) ہدایت کی طرف بلایا تو

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۱۷ "۶۹"، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة.

[2] رقم الحدیث ۲۶۷۴ "۱۶"کتاب الزکاۃ، باب من سن سنة حسنة أو سیئة ومن دعا إلی هدی أو ضلالة.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کو ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب حاصل ہوگا جنہوں نے اس کی ہدایت کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (ہدایت پر چلنے والوں) کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے (کسی کو) ضلالت وگمراہی کی طرف بلایا، تو اس کو ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، جنہوں نے اس کی ضلالت وگمراہی کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (گناہگاروں) کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی (مسلم)

□......اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس زمین میں خاص مقصد کے لئے بھیجا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرے اور جتنی قوت ہو اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرے۔

□......علم بہت بڑی دولت ہے، اسی کی بدولت فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوئی، اس لئے انسان کو جو علم حاصل ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بننے کے لئے استعمال کرے۔

□......جو علم میں بڑا ہو اور زیادہ علم رکھتا ہو اس کے عالم ہونے کا اقرار کرے اور اس کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرے جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا علم ظاہر ہوتے ہی اپنے عجز کا اظہار کردیا۔

□......بندے کا کام یہ ہے کہ جب کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً اپنے خالق ومالک کی طرف متوجہ ہوجائے اور اپنے گناہ کا اقرار کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اور گناہ پر اصرار نہ کرے اور گناہ کو اپنے لئے وبال سمجھے، اور اللہ کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۴۲۵۱) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام بنی آدم (انسان) خطاء کار ہیں، اور بہترین خطاء کار (گناہ کرنے کے بعد) توبہ کرنے والے ہیں (ابن ماجہ)

□......تکبر بہت بڑی بیماری ہے، یہ انسان کو لے ڈوبتی ہے، ابلیس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا اور تنبیہ کرنے پر بھی اپنے انکار پر قائم رہا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا مستحق ہوا، اور اس کے برعکس جو

---

[۱] قال شعيب الارنؤوط: حسن ان شاء الله تعالیٰ(حاشية سنن ابن ماجه)

Idara Ghufran

شخص تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ بلند فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا (بلکہ صدقہ سے مال میں برکت ہوتی ہے) اور اللہ، بندہ کے درگزر کرنے سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو بندہ بھی اللہ کے لئے تواضع وعاجزی کو اختیار کرتا ہے، تو اس کو (درجہ اور عزت کے اعتبار سے دنیا وآخرت میں) اللہ بلند فرماتا ہے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ دارین میں عزت اور تواضع وعاجزی یا چھوٹا پَن اختیار کرنے سے دارین میں بلندی وشرف عطا فرماتے ہیں، بشرطیکہ اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

ختم شد

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۸۸ "۶۹" کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

کیلا(Banana)

کیلے کوعربی زبانی میں ''موز'' اورانگریزی زبان میں ''بنانا'' (Banana) کہاجاتا ہے۔
قرآن مجید کی سورہ واقعہ میں ''طلح'' کی تفسیروترجمہ اکثر حضرات نے کیلے کے ساتھ کیا ہے۔
چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

وَأَصۡحَـٰبُ ٱلۡيَمِينِ مَآ أَصۡحَـٰبُ ٱلۡيَمِينِ فِي سِدۡرٍ مَّخۡضُودٍ . وَطَلۡحٍ مَّنضُودٍ

(سورۃ الواقعۃ، رقم الآیات ۲۸ الیٰ ۳۰)

ترجمہ: اوردا ہنے والے کیسے اچھے ہوں گے داہنے والے۔وہ بیریوں میں ہوں گے کانٹوں کے بغیر۔اورتہہ بہ تہہ کیلوں میں (سورہ واقعہ)

اوربعض حضرات نے ''طلح'' سے ہرایسابڑادرخت مرادلیا ہے، جوکانٹے دار ہو۔
لیکن واقعہ یہ ہے کہ لغت میں اس لفظ کے معنیٰ کیلے کے درخت کے بھی آتے ہیں، اورکانٹے دار بڑے درخت کے بھی، اورقرآن مجید میں مذکورہ مقام پراس سے کیلے کادرخت مراد ہونے کے قرائن زیادہ ہیں۔
طبی اعتبار سے کیلے میں بہت سے فوائداورخواص پائے جاتے ہیں، اورقدیم زمانہ سے ہی اطباء نے کیلے کے بہترین فوائدکوتسلیم کیا ہے، اورجدیدطبی وسائنسی تحقیق سے بھی کیلے میں بہترین فوائدواثرات کا پتہ چلا ہے، جوکہ تمام انسانی اعضاء کے لئے مفید ہے۔
کیلا دنیا کا قدیم ترین اورمعروف ترین پھل ہے، یہ بیج کے بغیرایک ایسالذیذ پھل ہے، جوہرموسم میں ملتا ہے، اس کا موٹااورجراثیم کش چھلکا، اسے بیکٹیریا اورآلودگی سے بچائے رکھتا ہے۔
کیلا زبردست غذائی صلاحیت رکھتا ہے، توانائی، ریشے بنانے والے عناصر، پروٹین، وٹامنزاورمعدنیات کا جوامتزاج اس میں پایا جاتا ہے وہ بہت کم کسی پھل میں ہوتا ہے، کسی بھی دوسرے تازہ پھل کے مقابلے میں کیلا کیلوریز کی مقداراورکم تررطوبتوں کے اجزاء سے مالامال ہوتا ہے۔ایک بڑا کیلا ایک سو سے زیادہ کیلوریز رکھتا ہے، اورقوتِ مدافعت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔
درمیانے کیلے میں 90 حرارے ہوتے ہیں جب کہ پروٹین، نشاستہ، ریشہ، فاسفورس، فولاد، سوڈیم،

Idara Ghufran

پوٹاشیم اور حیاتین الف، ب اور ج (وٹامن اے، بی اور سی) اس میں خاصی مقدار میں پائے جاتے ہیں، ایک کیلا کھانے سے پوٹاشیم کی دن بھر کی مقدار حاصل ہوجاتی ہے، کیلا چکنائی اور نمک (سوڈیم) سے پاک ہوتا ہے۔

کیلے میں آسانی سے حل ہوجانے والی شکر کی بہت زیادہ مقدار ہوتی ہے، جو اسے فوری توانائی کا ذریعہ اور تھکن پر غالب آنے والے اجزاء کا وسیلہ بناتی ہے۔ دودھ کے ساتھ کیلا ایک مکمل متوازن غذا بن جاتا ہے۔ کیلا اور دودھ ایک دوسرے کو مثالی انداز میں ایسے غذائی اجزاء مہیا کرتے ہیں، جو انسانی بدن کے لیے بہت ضروری اور مفید ہوتے ہیں، جن سے معدے اور آنتوں کے انفیکشن کو فائدہ ہوتا ہے۔

کیلا کھانے سے انسان بہت سی بیماریوں سے بچ سکتا ہے، مثلاً ڈیپریشن، ہائی بلڈ پریشر، فالج، اور کیلا دماغی قوت بڑھانے اور نیند کے مسائل بلکہ خواب آور ادویات سے بھی چھٹکارا کا ذریعہ ہے۔

کیلے میں تین طرح کی قدرتی شکر پائی جاتی ہے۔ سکروز، فروکٹوز اور گلوکوز، جبکہ کیلے میں فائبر یا ریشے بھی موجود ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کیلے کو فوری توانائی پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ دو کیلے کھانے سے 90 منٹ کے لیے توانائی مل سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے ایتھلیٹس اور باڈی بلڈنگ کے شوقین کیلوں کو اپنی خوراک کا اہم جزو بنائے رکھتے ہیں۔

کیلا ڈیپریشن سے نمٹنے کی صلاحیت دیتا ہے، ایک حالیہ تحقیق کے مطابق جن لوگوں کو ڈپریشن کا مرض لاحق ہو، وہ کیلا کھا کر اس کیفیت سے نکل سکتے ہیں، یہ تجربہ کیا گیا کہ جب ڈپریشن سے متاثر افراد کو کھانے کے لیے کیلے دیے گئے تو ان میں کیلا کھانے کے بعد بہتری کے آثار دکھائی دیئے۔

ماہرین کے مطابق اس کی ایک وجہ کیلے میں پائے جانے والا ایک ایسا پروٹین ہے، جو انسان کو سکون دیتا ہے اور انسان کے موڈ و مزاج کو بہتر بناتا ہے۔

کیلا کھانے سے انسان نیند نہ آنے کی شکایت سے بھی چھٹکارا پاسکتا ہے، کیونکہ کیلے میں موجود آئرن یا فولاد کی وجہ سے جسم میں ہیموگلوبن زیادہ بنتا ہے اور نیند لانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کیلے کا ایک بڑا فائدہ بلڈ پریشر سے لڑنے کی قوتِ مدافعت بھی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ کیلے میں پوٹاشیم موجود ہوتا ہے جو بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے اور اسی وجہ سے کیلے کی مدد سے فالج سے بچنا بھی ممکن ہے۔

اس کے علاوہ کیلے سے انسانی ذہن کی مدافعت کو بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔

Idara Ghufran

کیلا چھوٹے بچوں کے لیے خصوصی طور پر بہت مفید ہے، اور قد بڑھانے میں بھی مؤثر ہے۔

کیلا ایک ایسا جادوئی پھل ہے جو انسانی جسم کو پلک جھپکتے ہی توانائی فراہم کرتا ہے۔ دیگر پھلوں کے مقابلے میں کیلا ایک زود ہضم غذا ہے، جسے شیر خوار بچوں کی ابتدائی خوراک کا ایک اہم جز سمجھا جاتا ہے، اگر بچوں کو کم عمری میں استعمال کرایا جائے، تو وہ بہت جلد صحت کے اعلیٰ معیار تک پہنچتے ہیں، جبکہ بڑھتے ہوئے بچے ہر روز ناشتے میں کیلا کھانے کے بعد ایک گلاس دودھ پینے کی عادت اپنا لیں تو ان کا وزن بھی بڑھنے لگتا ہے اور جسمانی طاقت بھی حاصل ہوتی ہے۔

کیلا جسم میں مقویات کی کمی دور کرنے اور وزن گھٹانے میں مدد دیتا ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کیلا کسی حد تک بڑھاپے کا راستہ بھی روکتا ہے اور ذہنی اضمحلال دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کیلے کا ریشہ حل ہو جاتا ہے، اور کولیسٹرول کو کم کرنے کے لئے مؤثر ہے، کیلے میں کولیسٹرول کو کم کرنے والا ایک خاص قسم کا کاربوہائیڈریٹ پایا جاتا ہے، اور حاملہ خواتین کے لئے بھی مفید ہے۔

نئی تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ چتری دار کیلا زیادہ مفید ہوتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب کیلا خوب پک جاتا ہے، تو اس کا زیادہ نشاستہ شکر میں تبدیل ہو کر اسے مزے دار بھی بنا دیتا ہے اور زود ہضم بھی۔

جو لوگ عام غذا ہضم کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں وہ کیلا بہ آسانی ہضم کر لیتے ہیں۔ معدے کی حساسیت میں بھی کیلا کھانے سے کمی ہوتی ہے، ماہرین یہ تو پہلے سے ہی تسلیم کرتے رہے ہیں کہ کیلا کھانے سے معدے کی تیزابیت کم ہوتی ہے، لیکن یہ انکشاف جدید تحقیق سے ہوا کہ کیلا ایسے خلیوں کے نشو و نما میں مدد دیتا ہے جو معدے کی اندرونی جھلی کو تیزاب سے محفوظ رکھتے ہیں، ماہرین کا خیال ہے کہ چونکہ کیلے میں پوٹاشیم بھی خوب ہوتا ہے، لہٰذا یہ فشارِ خون کی زیادتی (ہائی بلڈ پریشر) پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے، کیلا اسہال روکنے میں بھی معاون ہوتا ہے، اس مقصد کے لئے کیلے کو مسل کر ابلے ہوئے چاول میں ملا کر کھایا جا سکتا ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق کیلا کھانے سے انسان میں ہارٹ اٹیک اور فالج کے حملے کے امکانات کافی حد تک کم ہو جاتے ہیں، اور اعصابی کھچاؤ میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔

کیلے میں کیلشیئم (چونا) میگنیشیم، فاسفورس، گندھک، لوہا اور تانبا پایا جاتا ہے۔

کیلا جسم میں وٹامن سی کی کمی پوری کرتا ہے، طاقت اور خون پیدا کرتا ہے، گردوں کو طاقت دیتا ہے، اور ان

Idara Ghufran

کو مضبوط بناتا ہے، جگر کے لئے مقوی ہے، کیلا گردوں اور جگر کی کارکردگی کو موثر بناتا ہے اور ان میں تکلیف دہ اثرات اور بیماریوں کی کیفیات ختم کرتا ہے۔

کیلا گلے کی خراش دور کرتا ہے، جسم سے زہریلے مواد کو باہر نکالتا ہے، کھانسی کے لئے مفید ہے، یرقان میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے، پیاس اور دل کی بیماری کے لئے مفید ہے، اور دل کو فرحت بخشتا ہے۔

پیچش، مروڑ، بڑوں اور خاص کر بچوں کے دستوں میں اور کمزور بچوں کے لئے جن کا وزن کم ہو کیلا دودھ کے ساتھ دینا چاہئے، دست اور پیچش میں کیلا دہی میں ملا کر کھائیں۔

حکماء اور اطباء کی مجموعی رائے یہ ہے کہ کیلا نہ صرف بینائی کو تقویت پہنچاتا ہے، بلکہ اسے کھانے سے بچوں کے اعصاب بھی قوی ہو جاتے ہیں، یہ دن بھر کی تھکن دور کرنے کیلئے انتہائی مفید پھل ہے، کیلا معدہ کی تیزابیت نیز السر کی تمام اقسام میں تیر بہدف علاج ثابت ہوسکتا ہے، جس کے لئے کچے کیلے کو خشک کر کے اس کا سفوف بنالیں اور وقتاً فوقتاً استعمال کریں۔

قدرت نے کیلے کے پھل کے علاوہ اس کے درخت کے تنے میں بھی دوا کے اثرات رکھے ہیں، اس کی جڑ بڑی کارآمد ہے، جس سے طبیب اپنے مریضوں کا علاج کرتے ہیں، کیلے کے تنے میں موجود پانی سے پیٹ کے کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔

کیلا جوڑوں کے درد، سوزش اور گٹھیا کے علاج میں کارآمد ہے، ان کیفیات میں کیلوں پر مشتمل غذا کا استعمال تین یا چار دن تک کافی رہتا ہے۔ مریض کو ان دنوں میں آٹھ سے نو کیلے تک کھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں، اسے کچھ اور کھانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

کیلوں میں چونکہ آئرن کا عنصر پایا جاتا ہے اس لیے یہ خون کی کمی کے امراض میں اچھا علاج ثابت ہوتا ہے، اس کے استعمال سے ہیموگلوبن (خون کے سرخ ذرات) کی پیداوار میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

جن لوگوں کو کچھ کھانوں سے الرجی ہوتی ہے اور جن لوگوں کو جلد پر سرخ دھبوں یا سوزش کی شکایت ہوتی ہے، یا جن لوگوں کو الرجی سے بدہضمی یا دمہ ہوجاتا ہے، ان کے لئے کیلا بہت مفید ہے، پروٹین پر مشتمل کئی غذاؤں کے برعکس جن میں الرجی پیدا کرنے والا امینو ایسڈ ہوتا ہے، کیلے میں پایا جانے والا امینو ایسڈ بہت موافق اثرات رکھتا ہے، جو عموماً الرجی پیدا نہیں کرتا۔

کیلے کا استعمال گردوں کی بیماریوں میں بھی سودمند رہتا ہے، کیونکہ اس میں پروٹین کی مقدار بہت کم جبکہ

Idara Ghufran

کاربوہائیڈریٹس زیادہ اورنمک کم ہوتا ہے،اس لئے گردوں میں اجتماع اورناقص کارکردگی کی وجہ سے خون میں پیدا ہونے والے زہریلے اثرات میں بھی کیلا بہت مفید ہے۔

کیلا شہد کے ساتھ بکری یا گائے کے دودھ میں ملاکر کھانا پھیپھڑوں کے مریضوں کے لئے انتہائی سودمند ہے۔

وزن گھٹانے کے لئے چار کیلے، چار کپ دودھ بغیر بالائی کے ساتھ روزانہ پینا نفع بخش ہے۔

کیلے کے پھول پکا کردہی کے ساتھ کھانے سے حیض کی بے قاعدگیاں مثلاً درد اور کثرتِ حیض دور ہوجاتی ہیں۔

اور کیلے کے استعمال سے بالوں کا گرنا بھی بند ہوجاتا ہے۔

کیلا سر کے گنج پن میں بھی نافع ہے،سرکہ اور لیموں کے رَس میں ملاکر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

چہرے پر چھائیاں ہوں، رنگ پھیکا ہو، جلد مرجھا گئی ہو، تو کیلا خربوزہ کے بیجوں کے ساتھ پانی میں پیس کر لیپ کرنے سے افاقہ ہوتا ہے، اور چہرہ کا رنگ نکھر آتا ہے۔

کچا کیلا بطور سالن پکار کر کھانا ذیابیطس (شوگر) کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔

ایسی عورتیں جو بانجھ پن کا شکار ہوں، کیلے کی پھلی کا سفوف ان کے لئے مفید ہے۔

کیلے کو تپ دق کے علاج میں بھی کارگر سمجھا جاتا ہے۔

کیلے کے تنے کا رَس برابر مقدار دودھ میں ملاکر پینا ٹی بی کے مریضوں کے لئے بڑا نافع ہے۔

کیلے کے تنے سے حاصل کیا گیا رَس پیشاب کی تکالیف میں معروف علاج ہے۔

عام حالات میں زیادہ پکا ہوا یا زیادہ کچا کیلا نہیں کھانا چاہئے۔

دن کے ابتدائی حصہ میں کیلا کھانا دوسرے اوقات یا رات کے مقابلہ میں زیادہ مفید ہے۔

اور مناسب یہ ہے کہ کیلا چھیلنے کے فوراً بعد کھالیا جائے۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ پھل نوع انسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم عطیہ اور انعام ہے، مگر یاد رہے کہ کیلا کم مقدار میں کھانے کی صورت میں قبض آور اور زیادہ کھانے کی صورت میں قبض کشا سمجھا جاتا ہے، شوگر کے مریض کیلا کم کھائیں، کیلا کھانے کے بعد فوراً پانی نہ پیئیں، اس سے فتق کی بیماری پیدا ہوسکتی ہے۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......۶/۹/۱۶/۲۳/ ربیع الآ خر، بروز جمعہ، متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، جمعہ ۹ اور ۱۶ ربیع الآ خر کو حضرت مدیر صاحب کے سفر پر ہونے کی وجہ سے مسجد غفران میں راقم الحروف نے جمعہ پڑھایا۔

□......۴/۱۱/۱۸/۲۵/ ربیع الآ خر، بروز اتوار، دن کی اصلاحی مجلس حسبِ معمول ۱۰ تا ۱۲ بجے منعقد ہوتی رہی۔

□......۹/ ربیع الآ خر، بروز جمعہ، حضرت مدیر صاحب مع بھائی صاحبان و والدہ صاحبہ واہلِ خانہ، اسلام آباد کے مضافات میں تشریف لے گئے، شام کو واپسی ہوئی۔

□......۱۰/ ربیع الآ خر، بروز ہفتہ، کو بندہ امجد میاں چنوں (ضلع خانیوال) اپنی بھاوج کے جنازہ میں شریک ہوا، مرحومہ عرصہ سے بیمار تھیں، اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔

□......۱۴/ ربیع الآ خر بمطابق ۴/ فروری، بروز بدھ، حضرت مدیر صاحب کی معیت میں ادارہ کے کئی احباب جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا کے دورے پر گئے، رات ساڑھے دس بجے مولانا غلام بلال صاحب کے گاؤں ''حِلاّ بالا'' میں قیام وطعام کیا، البتہ حضرت مدیر صاحب رات ہی کو ساہیوال تشریف لے گئے، جہاں بعد فجر مسجد میں آپ کا درسِ قرآن ہوا، باقی حضرات اگلے دن ساہیوال تشریف لے گئے، جمعہ کی شب حضرت مدیر صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب کے علاوہ دیگر احباب کی واپسی کے دوران بھیرہ اور شاہ پور کے درمیان رات ساڑھے بارہ بجے خوفناک حادثہ پیش آیا، جس میں گاڑی لڑھک کر سڑک کے کنارے کھیتوں میں جا گری، سب احباب حیران کن انداز میں اللہ کے فضلِ خاص سے اس حادثہ میں محفوظ رہے۔

□......۱۶/ ربیع الآ خر، بروز جمعہ، حضرت مدیر صاحب نے جمعہ کی نماز جامع مسجد حقانیہ میں پڑھائی، جہاں جمعہ سے پہلے آپ کا بیان ہوا، اور بعد عصر جامعہ حقانیہ میں اصلاحی مجلس ہوئی۔

□......۱۷/ ربیع الآ خر، بروز ہفتہ، بعد حضرت مدیر صاحب، بعد عشاء ساہیوال کے سفر سے بمعیت مولانا عبدالسلام صاحب اور جناب عبدالنعیم ترمذی صاحب واپس تشریف لائے۔

□......۲۴/ ربیع الآ خر، بروز ہفتہ، بعد عشاء حضرت مدیر صاحب، جناب نعمان صاحب کے گھر (کرتار پورہ، راولپنڈی) میں کھانے کی دعوت پر مدعو تھے۔

□......۲۶/ ربیع الآ خر، بروز پیر، دن کو حضرت مدیر صاحب، جناب انصر باجوہ صاحب کے ہاں (مرکز امام ابوحنیفہ، نزد دھمیال کیمپ) حضرت مولانا انوراوکاڑوی صاحب (جامعہ خیرالمدارس، ملتان) سے ملاقات کے لئے گئے۔

□......۲۹/ ربیع الآ خر، بروز جمعرات، تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ والدین کے سلسلہ میں والدین مدعو تھے۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran